بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۱۷ ۔ شمارہ ۳۴

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd No P 67

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۶ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ ۔ ۲۲ ظہور ۱۳۴۷ ہش ۔ ۲۲ اگست ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۔ ۲۰ ظہور ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں ۵ ظہور کی شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور تا حال کراچی میں تشریف فرما ہیں۔ ۱۲ ظہور کی صبح کو بشیر پر بشیر گر جانے کی وجہ سے حضور کی طبیعت ناساز رہی مگر ۱۳ کی صبح کو طبیعت بہتر ہو گئی ۔ الحمد للہ ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر بخشے۔

قادیان ۔ ۲۰ ظہور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال ڈلہوزی پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور بفضلہ تعالیٰ بخیریت و عافیت ہیں۔ ماہ رواں کے آخر میں غالباً واپس تشریف لائیں گے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

قادیان ۔ ۱۷ ظہور محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ ہفتہ زیر اشاعت میں اکثر بارش ہوتی رہی۔

مبلغین سلسلہ کا وادی جموں و کشمیر میں تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ۲۰ ماہ وفا (جولائی) کو جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان دارالامان کے ارشاد کے تحت ہمارا تبلیغی و تربیتی وفد وادی جموں و کشمیر کے لئے روانہ ہوا۔ صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اس روز قادیان سے باہر تھے۔ اراکین وفد ساڑھے نو بجے محترم حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کے دفتر میں پہنچ گئے۔ حضرت امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ اور ہمارا یہ وفد اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوئے منزل روانہ ہوا۔ وفد کے اراکین مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد
۲۔ مکرم حکیم محمد دین صاحب نائب امیر
۳۔ مکرم مولوی شبیر احمد صاحب خادم رکن
۴۔ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب رکن
۵۔ خاکسار عبد الحق فضل رکن

محترم مولانا بشیر احمد صاحب امیر وفد سرینگر سے جموں تشریف لے آئے تھے۔ چار بجے شام ہم لوگ بھی جموں پہنچ گئے۔ مسجد احمدیہ جموں میں رات قیام رہا۔ محترم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر صوبہ جموں سے ملاقات ہوئی۔ بابو صاحب موصوف کو پچھلے دنوں ایک جانکاہ حادثہ پیش آیا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئی تھیں۔ وہ خود بھی پچھلے دنوں ذی فراش رہے۔ فریضۂ تعزیت ادا کی۔ اللہ تعالیٰ بابو صاحب اور ان کے عزیزوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

۲۱ وفا کی صبح کو ہمارا وفد بھدرواہ کی طرف روانہ ہو کر ۹ بجے منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ بھدرواہ کے بعض نوجوان ایک دو میل چل کر استقبال کے لئے پہنچ گئے تھے۔ احباب جماعت محترم جناب عبد الرزاق صاحب صدر جماعت کی زیر قیادت استقبال کے لئے بس سٹینڈ پر موجود تھے۔ پرتپاک استقبال کے بعد وفد مسجد احمدیہ کے نچلے حصہ میں جائے قیام پر پہنچ گیا۔ بھدرواہ میں نہایت مخلص اور فعال جماعت موجود ہے۔ ۲۳ کو بعد نماز ظہر و عصر بازار سبزی کے میدان میں جماعت احمدیہ کی جانب سے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ شہر اور مضافات میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اجلاس کی تشہیر کر دی گئی تھی۔ جلسہ گاہ کو متعدد تبلیغی اور ایمان افروز قطعات سے مزین کیا گیا تھا۔ سروں پر بادل منڈلا رہے تھے بوندا باندی بھی شروع ہو گئی۔ اسی اثناء میں جلسہ کے منتظمین نے ایک بچے کے ذریعہ سے وفد کو پیغام بھیجا کہ دعا کی جائے کہ ابھی بارش رک جائے۔

اور ہمارا جلسہ بخیر و عافیت انجام پذیر ہو۔ محترم امیر صاحب وفد نے اجتماعی دعا کروائی اور احباب بوندا باندی میں ہی جلسہ گاہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارش بند ہو گئی۔ جلسہ کی کارروائی محترم امیر وفد کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ محترم صدر صاحب نے اپنی مختصر افتتاحی تقریر میں وفد کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ شروع میں چمبہ کے راستہ سے جماعت احمدیہ کے مبلغین بھدرواہ پہنچتے رہے۔ پیدل راستہ تھا۔ یہاں مخالفت بہت تھی۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک پر جوش اور فعال اور مضبوط جماعت قائم ہے۔ اور یہ سب نظام خلافت کی برکت ہے اور اب غیر از جماعت بھی اس جماعت سے متاثر ہو رہے ہیں۔ یہ بھی صداقت احمدیت کا ایک بڑا نشان ہے۔

تلاوت قرآن کریم عزیز عنایت اللہ صاحب منتظم مدرسہ احمدیہ قادیان نے خوش الحانی سے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی نظم

اسے قدیر و خالق ارض و سما

اچھے ترنم سے پڑھی جس کا ترجمہ و وضاحت دلنشین انداز میں صدر محترم نے فرمائی۔ مکرم حکیم محمد دین صاحب نے سیرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور امن عالم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے اور اسلام کے پر امن اصولوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ دور حاضر میں بھی انہی مقدس اصولوں کی پیروی سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ کی قرآنی آیت اور مومن، مسلم اور دار السلام کے الفاظ کی تشریح فرمائی۔

دوسری تقریر مولانا بشیر احمد صاحب امیر وفد نے ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے واقعات ہستی باری تعالیٰ کی تائید کے لئے پیش کئے۔ فاضل مقرر نے پیشگوئی یاجوج ماجوج عرب اسرائیل کی جنگ، زار روس کی تباہی کی پیشگوئیوں کو نہایت ایمان افروز انداز میں واضح فرما کر ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں پیش فرمایا۔ اس سلسلہ میں ہندو لٹریچر سے بھی آپ نے سنسکرت کے شلوک پیش کر کے وضاحت فرمائی۔ جس سے سامعین کرام بہت متاثر ہوئے باوجود موسم کی خرابی کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری بہت اچھی تھی۔ ہندو مسلمان سب ہی کثیر تعداد میں تشریف لائے۔ بادل سروں پر منڈلاتے رہے۔ بارش رکی رہی۔ جونہی فاضل مقرر کی تقریر ختم ہوئی زور کی بارش ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶-۷-۸ فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے آئندہ جلسہ سالانہ قادیان کی مندرجہ بالا تاریخیں رکھی گئی ہیں۔

لہٰذا جملہ پراونشل امراء کرام و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے۔ تاکہ ہر دوست کو علم ہو جائے۔ اور احباب کرام زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرما کر اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکت سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۶ء

مسلمانوں میں اجتماعی حالت پیدا کرنے کا واحد ذریعہ

امام الزمان کی اتباع

روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے جمعہ ایڈیشن مجریہ ۲ اگست ۱۹۶۶ء میں ایک صفحہ پر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے ملفوظات شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک شذرہ بعنوان "صرف ایک چیز نہیں" کے تحت لکھا ہے:-

"مسلمانوں میں بحمد اللہ اب بھی سب کچھ ہے۔ صرف ایک چیز کے نہ ہونے سے کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ وہ یہ کہ ان کی اجتماعی حالت نہیں۔ ورنہ اور کیا چیز نہیں۔ کس چیز کی کمی ہے علم بھی ہے۔ عقل بھی ہے۔ فہم بھی ہے۔ مال بھی ہے۔ جائداد بھی ہے۔ شجاعت و قوت بھی ہے۔ جوش و خروش بھی ہے۔ حمیت اسلام اور غیرت اسلام بھی ہے۔ اگر نہیں تو محض اجتماعی حالت نہیں۔ اس کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں کچھ بھی نہیں" (ملفوظات حصہ ششم ص۲۹۶ بحوالہ الجمعیۃ دہلی ۲ ص۱۲)

سچ فرمایا مولانا نے۔ جب ایک چیز جزو اعظم ہو تو ایک ہی باقی سب پر بھاری ہوگی اور اس کی اہمیت زیادہ ہوگی۔ اسی لئے تو مولانا کی نگاہ میں اس ایک کی نفی سے باقی سب کی کچھ قیمت نہیں۔ دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے مسلمان اپنی گنتی اور تعداد کے لحاظ سے آج بھی ایک زبردست قوت بن سکتے ہیں۔ مگر یہ قوت اجتماعی حالت کے فقدان کے سبب اس وقت قطعی طور پر بے اثر بن کر رہ گئی ہے۔ مسلمان سب جگہ منتشر اور پراگندہ ہیں۔ اس لئے کسی جگہ بھی وہ اثر نہیں جو ہونا چاہیئے یہ علم، یہ عقل، یہ فہم، یہ مال، یہ جائداد، شجاعت اور قوت وغیرہ کس کام کے، جب ان کے ذریعہ مسلمانوں کو کچھ فائدہ نہیں پہونچ رہا۔

یہ اہم نکتہ جس کی طرف مولانا نے مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے کوئی ایسی بات نہیں جسے ایسے ہی نظر انداز کر دیا جائے۔ بزرگوں کے اقوال، ان کے مواعظ کے اقتباسات یا ملفوظات کے شذرات جاذب نظر عنوانات کے ساتھ جلی قلم اور اچھے خط کے ساتھ شائع کر دینا اس وقت تک سود مند نہیں بن سکتا جب تک ان کے تقاضوں پر نظر نہ کی جائے اور ان کے مضمرات پر غور و فکر کر کے کچھ عملی اقدام نہ کیا جائے۔ !! کہنے والے اور توجہ دلانے والے کی دینی علمی بصیرت سے تو انکار ممکن نہیں۔ لیکن کیا اتنا کہہ دینے یا ان کے ملفوظات کو مطلق طور پر شائع کر دینے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے ؟ حقیقت یہ ہے کہ جب تک خاص اس چیز کے حصول کے لئے عملی جدوجہد نہ کی جائے جو ایک ہونے کے باوجود باقی سب پر بھاری ہے۔ جب تک مسلمان بحیثیت مجموعی بالطبع ہو کر اس بات پر سنجیدگی کے ساتھ غور نہیں کرتے کہ انہیں ایسی اجتماعی حالت کیونکر مل سکتی ہے اس وقت تک کسی بھی سچے مسلمان کو چین نہیں آنا چاہیئے۔ اور یہ کوئی مشکل بات بھی نہیں۔ ہر مسلمان بفضلہ تعالیٰ فریضۂ نماز کی ادائیگی سے تو واقف و آگاہ ہے اور نماز باجماعت کی ادائیگی کی کیفیت کو بھی بخوبی جانتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک ایک شخص کو اپنا امام بنا کر اس کی اقتداء میں جملہ ارکانِ نماز حسب سنتِ نبوی ادا نہ کئے جائیں اس وقت تک کسی کی بھی نماز نہیں ہوتی۔ یہی وہ سبق ہے جو ہر مسلمان کو روزانہ چوبیس گھنٹہ میں پانچ بار ضرور یاد دلایا جاتا ہے۔ اور اس کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعی حالت صرف اور صرف امام کے ذریعہ قائم ہو سکتی ہے۔ افسوس کہ یہ بات جس قدر اہم اور ضروری تھی اسی قدر مسلمانوں نے اس سے غفلت برتی اور اس کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج وہ ہر جگہ نکبت و ادبار کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ روئے زمین میں ایک خاصی تعداد میں ہونے کے باوجود کچھ بھی نہیں۔

نماز کی کیفیت سے مسلمانوں کی حالت اجتماعی پر قیاس کر لینے کی بات صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ جو کوئی بھی اس مسئلہ پر سیدھی راہ سے فکر و نظر کرتا ہے وہ اسی نکتہ پر پہنچتا ہے۔ چنانچہ روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے محولہ بالا پرچہ کا صفحہ نمبر ۴ اسی اہم نکتہ سے پُر ہے۔ جہاں جلی قلم کے ساتھ ایک تمثیل تمنا کے رنگ میں اس طرح لکھی گئی ہے:-

کیا ہم مسجد کے باہر بھی مسجد کا سبق دہرائیں گے؟

"مسجد کے وسیع صحن میں نمازی بکھرے ہوئے تھے کوئی وضو کر رہا تھا، کوئی سنتوں میں مشغول تھا، کوئی سنت سے فارغ ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ غرض سارے صحن میں مختلف لوگ مختلف حالتوں میں مشغول نظر آتے تھے۔

اتنے میں گھڑی نے ٹن ٹن پانچ بجائے اور امام صاحب نکل کر مصلے پر کھڑے ہوگئے۔ "اللہ اکبر۔ اللہ اکبر" کی پُراثر آواز نے لوگوں کو بتایا کہ جماعت کھڑی ہوگئی ہے صفیں بننے لگیں۔ جو لوگ وسیع صحن میں منتشر تھے آ آ کر صف میں ملنے لگے کچھ لوگ پہلے پہنچے، کچھ دیر میں آکر شامل ہوئے۔ چند منٹ کے اندر بکھرا ہوا مجمع امام کے پیچھے قطار در قطار ایک انتہائی منظم فوج کی طرح کھڑا ہو گیا، ہر شخص کا رُخ ایک تھا۔ ہر شخص ایک آواز پر حرکت کر رہا تھا۔ سب ایک ساتھ رکوع و سجود اور قیام و قعود میں نظر آتے تھے۔

یہ منظر دیکھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی ——— جو منظر میں مسجد کے اندر دیکھ رہا ہوں کیا وہی واقعہ مسجد کے باہر بھی رُونما ہوگا؟ کیا مسلمان سب ایک مرکز پر جمع ہو جائیں گے؟ کیا ہم مسجد کے باہر بھی نماز کا سبق دہرائیں گے کیا... ؟"

(الجمعیۃ ۲ ص۴)

تعجب کا مقام ہے کہ جس امر کو محض تمنا کی شکل دے کر ناتمام چھوڑ دیا گیا ہے درحقیقت اسی میں مسئلہ کا اصل حل بڑی ہی واضح صورت میں موجود ہے۔ دیکھنے والے نے جو منظر مسجد کے اندر دیکھا واقعات کی دنیا میں یہ منظر مسجد کے باہر بھی رونما ہو رہا ہے اور مسلمان یا حقیقی مسلمان کشاں کشاں ایک مرکز پہ جمع ہو رہے ہیں اور خوش قسمتوں کی یہ جماعت مسجد کے باہر بھی نماز کا سبق دہرا رہی ہے۔ کاش دوسرے مسلمان جو دیگر اشغال میں مصروف ہیں اور ان کی توجہ دیگر امور کی طرف لگی ہوئی ہے ان کے کان بھی "اللہ اکبر اللہ اکبر" کی روحانی آواز کے شنوا ہو جائیں۔ اور اس منظر میں مزید رونق کا اضافہ ہو !!

مذکورہ تمثیل میں بہت ہی لطیف پیرایہ میں مسئلہ کی اصل حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کیسی واضح بات ہے کہ جس طرح فریضۂ نماز کی ادائیگی کے لئے امام کی ضرورت ہے اور کوئی جماعت، جماعت نہیں کہلا سکتی جس میں امام نہ ہو۔ اسی طریق پر مسجد سے باہر بھی مسلمانوں کی اجتماعی حالت کے حصول کا قیاس کیا جا سکتا ہے۔ مسجد سے باہر مسجد کے اندر والا منظر اسی صورت میں رونما ہو سکتا ہے جب مسلمان اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں

(باقی صفحہ دس پر)

تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو

جو مامور من اللہ ہے

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ سے مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارتِ عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ، وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں۔ بلکہ بہت زبردست تعلق ہے۔ اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسانِ کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ ... پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان رکھ کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۹۹-۱۰۰)

خطبہ جمعہ

سورۂ فاتحہ بڑی حسین بڑی وسعتوں گہرائیوں اور تاثیروں والی دعا ہے

غضبِ الٰہی اور ضلالت سے بچنے کیلئے ہر قسم کی تدابیر اختیار کرو مگر ساتھ ہی دعاؤں سے بھی کام لو!

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کی پُر معارف تفسیر

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ اردفا ۱۳۴۷ہش ہجری شمسی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
گزشتہ چند خطبات میں میں نے

سورۂ فاتحہ کی مختلف آیات

لے کر ان کے مضمون کو جماعت کے سامنے رکھا تھا اور اس سلسلہ میں جو ذمہ داریاں ان پر عاید ہو سکتی ہیں ان کی طرف انہیں متوجہ کیا تھا۔ آج مجھے خیال آیا کہ ان خطبات میں قریباً ساری سورۂ فاتحہ کی ایک تفسیر بیان ہو گئی ہے سوائے آخر ٹکڑے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے۔ اس لئے آج میں جماعت کو اس مضمون کی طرف متوجہ کروں گا جو اس چھوٹی سی آیت میں بیان ہوا ہے۔ اگرچہ میری بیماری کافی حد تک دور ہو چکی ہے لیکن کچھ ضعف باقی ہے اس لئے اختصار ہی کرنا پڑے گا

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ایک عجیب دعا بڑی حسین اور بڑی وسعتوں اور بڑی گہرائیوں اور بڑی تاثیروں والی دعا سکھائی اور ہمیں یہ بتایا کہ یہ دعا کرو کہ اے خدا عقل بھی ہمیں یہی بتاتی ہے۔ ہماری فطرت بھی اسی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ ہر مقصود کے پانے کے لئے ایک سیدھی راہ ہوا کرتی ہے اور جو اس سیدھی راہ کو اختیار کرتا ہے وہی اپنے مقصود کو حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو ہمیں تجھ تک پہنچا دے۔ تو ہمیں مل جائے تیرے ساتھ ہمارا تعلق قائم ہو جائے۔ تجھے ہم پا لیں۔ تیری رحمتوں کے ہم وارث بن جائیں۔ اور بتایا کہ یہ راہ آج پہلی دفعہ انسان کو نہیں بتائی جا رہی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے

نبوت کا ایک سلسلہ شروع ہوا

اور انبیاء سے تعلق رکھنے والے بزرگ، خدا کی راہ میں قربانی دینے والے، خدا کی محبت کو پانے والے پیدا ہوتے رہے پس جس طرح پہلوں پر اصولی طور پر تیرے انعام نازل ہوئے تو ہمیں ایسی راہ دکھا کہ ہم بھی ان جیسے بن جائیں اور اس قسم کے انعام ہمیں بھی تیری طرف سے ملیں

اس حصہ پر میں نے خاصی تفصیل سے روشنی ڈالی تھی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ خطبہ محفوظ نہیں رہا۔ مری میں میں نے بعض خطبات دیئے تھے جو محفوظ نہیں رہ سکے۔ یعنی نہ تو وہ ٹیپ ہوئے اور نہ لکھے گئے

بہر حال اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

منعم علیہ گروہ

کے علاوہ ایک گروہ وہ بھی ہے جو منعم علیہ نہیں۔ آگے وہ دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے ایک وہ جو مغضوب بن جاتے ہیں اور ایک وہ جو راہ سے بھٹک جاتے ہیں۔ مغضوب کے معنی قرآن کریم کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ جو شخص انشراح صدر کے ساتھ کفر کو کفر سمجھتے ہوئے قبول کرتا ہے۔ سب سے پہلا انشراح صدر اس سلسلہ میں ابلیس کو ہوا تھا۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں تھی وہ اپنے اللہ کو پہچانتا تھا۔ اللہ سے وہ گفتگو کر رہا تھا لیکن کہتا تھا میں کفر کروں گا اور لوگوں کو بھٹکاؤں گا۔ تیرا کہنا نہیں مانوں گا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی سزا ملے گی۔ خدا نے کہا تھا کہ میں تجھ سے اور تیرے ماننے والوں سے جہنم کو بھر دوں گا۔ لیکن وہ کفر پر قائم رہا غرض

مغضوب اس کو کہتے ہیں

جو نافرمانی کی راہ کو نافرمانی کی راہ سمجھتا ہے جو کفر کے راستہ کو کفر کا راستہ سمجھتا ہے جو جانتا ہے کہ اگر میں نے یہ راہ اختیار کی تو اللہ تعالیٰ کا یقینی غضب مجھ پر نازل ہو گا۔ لیکن پھر بھی اس کا شیطانی نفس یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں نے اسی راہ کو اختیار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ مغضوب کے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے سورہ نحل میں فرماتا ہے

مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ ۚ

اس آیت میں بڑی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ غضب اس گروہ پر نازل ہوتا ہے جو انشراح صدر سے کفر کے راستہ کو قبول کرتا ہے۔ پس غضب کے نزول کے لئے جو وجہ بنتی ہے وہ جان بوجھ کر خدا تعالیٰ کے غضب اس کی ناراضگی اور اس کے قہر کے راستوں کو اختیار کرنا ہے یعنی عرفان ہوتا ہے کہ یہ راستہ جہنم کی طرف لے جا رہا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس سے خدا ناراض ہو جائے گا لیکن پھر جرأت کرتا ہے اور خدا کی ناراضگی، اس کے غضب اور قہر کو مول لیتا ہے۔

اسی طرح سورہ بقرہ کی آیت ۹۰ اور ۹۱ میں یہ مضمون بیان ہوا ہے (میں چونکہ اختصار کرنا چاہتا ہوں اس لئے نہ میں پوری آیات پڑھ رہا ہوں نہ میں ان کا ترجمہ کروں گا اور نہ تفسیر بیان کروں گا۔ میں اس مطلب کے ٹکڑے لوں گا۔) آیت ۹۰ میں ہے فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ کہ ان کے پاس جب کافروں پر

فتح اور کامرانی حاصل کرنے کے سامان

آ گئے تو باوجود اس عرفان کے، باوجود اس سمجھ کے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کے سامان پیدا ہوئے ہیں کَفَرُوْا بِہٖ انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اور آیت ۹۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اس بات پر بگڑتے ہیں کہ خدا اپنی مرضی سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے کلام نازل کر دیتا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی۔ ہم جس پر چاہیں اللہ کا فرض ہے (نعوذ باللہ) کہ وہ اس پر کلام نازل کرے۔ غرض وہ جانتے تھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ پس اس آیت میں یہ بات وضاحت سے بیان ہوئی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے وہ یقین رکھتے ہیں کہ جس پر یہ کلام نازل ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اسی کو پسند کیا ہے اور اس کو اپنا محبوب بنانا چاہا ہے۔ اپنے قرب سے نوازنا چاہا ہے اور اس پر اپنا کلام نازل کیا ہے۔ اور یہ جانتے بوجھتے انکار کرتے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوا؟

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ

ایک غضب کے بعد دوسرے کے وہ مورد بن گئے۔

جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ کی وجہ سے ایک غضب مول لے لیا اور اس بات سے ناراض ہوئے کہ خدا نے اپنی مرضی سے اپنی پسند سے اس شخص پر اپنا کلام کیوں نازل کیا جسے اس نے مقرب بنانا چاہا۔ ہماری مرضی چلنی چاہیئے تھی۔ وہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کلام خدا کا ہے اور جس پر نازل ہوا ہے وہ خدا کا مقرب بھی ہے انکار کر جاتے ہیں فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ۔ ایسے لوگ غضب کے بعد غضب کے مورد ہو جاتے ہیں۔ پس غرض

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ میں یہ مضمون بیان ہوا ہے

کہ اے خدا کبھی ایسا نہ ہو کہ ہم شیطان کی طرح تیری معرفت رکھنے کے باوجود اس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ تیری طرف لے جانے والی صراطِ مستقیم کونسی ہے پھر بھی اس راہ کو چھوڑ دیں اور شیطان کی راہوں کو اختیار کر لیں۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک تیرا فضل اور تیری رحمت ہمارے شاملِ حال نہ ہو۔ اس لئے تجھ سے یہ عاجزانہ دعا ہے کہ ہمیں مغضوب کبھی نہ بنانا

ولاالضالین اور نہ کبھی ہمیں ضال بنا۔ ضال سیدھے راہ سے بھٹکنے والے کو کہتے ہیں اور قرآن کریم نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (کہف ع ۱۲) یعنی ضالین وہ ہیں جن کی تمام کوششیں ان راہوں کی تلاش میں رہتی ہیں جو اخروی زندگی سے ورے ورے ختم ہو جاتی ہیں۔ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وہ اس ورلی زندگی کے کناروں سے نکل کر اُخروی زندگی تک نہیں پہنچتیں۔ راہ بھٹک جاتی ہے۔ کوشش جو ہے وہ آگے چل ہی نہیں سکتی۔ ایسے راستے وہ اختیار کرتے ہیں جن کا صرف اس دنیا سے تعلق ہے۔ حالانکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ ساری چیزیں (خواہ وہ قوتیں ہوں اور استعدادیں ہوں۔ یا مادی سامان ہوں یا فطرت کے تقاضے ہوں) اس لئے دی تھیں کہ اس دنیا میں وہ ختم نہ ہوں۔ نہ صرف اس دنیا سے ان کا تعلق ہو بلکہ ان کے نتیجہ میں انسان اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت کو حاصل کرے اور اُس دنیا میں بھی وہ اس کی رضا کی جنت کو حاصل کرے۔ لیکن ایک گروہ انسانوں میں سے یا بعض افراد ایسے ہوتے ہیں کہ جو ان قوتوں کی انتہا اسی دنیا کے ورے ورے سمجھتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کے جو سامان ہیں ان کے متعلق سمجھتے ہیں کہ وہ بس دنیا میں ہی ہمارے کام آئیں گے حالانکہ

ایک عقلمند مومن یہ جانتا ہے

کہ وہ بکرا جو خدا نے مجھے دیا ہے اور جو گوشت پوست کا ہے اور اس کی زندگی بھی چھوٹی ہے ایک ایسی چیز ہے جو صرف اس دنیا میں ہمارے کام نہیں آسکتی بلکہ اگر ہم چاہیں تو یہ اس دوسری دنیا میں بھی ہمارے کام آئے گی کیونکہ اگر ہم چاہیں تو تقویٰ کا ٹیگ، لیبل اس کے ساتھ لگا دیں تو بکرا یہاں رہ جائے گا لیکن وہ ٹیگ، وہ لیبل آسمانوں پر خدا کے پاس پہنچ جائے گا لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (الحج ع ۵) تقویٰ ساتھ لگا دو تو وہ بکرا اللہ کے حضور پہنچ گیا۔ اور تمہارے لئے دوسری زندگی میں بھی اور اسی زندگی میں بھی مفید ہوگا۔ (یہ زندگی تو اس زندگی کے مقابلہ میں اتنی معمولی چیز ہے کہ ہم اس کا نام ہی نہیں لیں گے) دوسری زندگی میں بھی وہ کام آجائے گا۔ آپ دفتر میں جاتے ہیں۔ سو روپیہ آپ کو تنخواہ ملتی ہے۔ اب کوئی احمق ہی کہہ سکتا ہے کہ یہ چاندی کے سکے یا کاغذ کے نوٹ صرف اس دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ تیسری چیز ہے اس کا ایک حصہ اس کو تو دے دینا چاہیئے۔ لیکن چونکہ یہ خدا کی چیز نہیں اسے نہیں دینا چاہیئے۔ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو وہ تباہ ہو جائے گا۔ اسے یہ کہنا چاہیئے کہ چونکہ ہر چیز خدا کی ہے اس لئے جس قدر خدا چاہے وہ لے لے۔ پھر جو بچ جائے گا وہ میں استعمال کر لوں گا۔ ایک مومن کی یہی نیت ہوتی ہے۔ اس کی یہ نیت نہیں ہوتی کہ جو مجھ سے بچ جائے گا وہ میں خدا کو دے دوں گا۔ بلکہ اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ جو اللہ سے بچ جائے گا۔ اس معنی میں کہ وہ کہے کہ میں نے اتنا لے لیا باقی تم استعمال کر لو تو پھر وہ میں استعمال کر لوں گا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے بعض کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اتنا مال نہیں چاہیئے واپس لے جاؤ اور استعمال کرو۔ اس نے نیک نیتی کے ساتھ جتنا دینا چاہا پیش کر دیا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اس نے خدا سے اسی کے مطابق ثواب حاصل کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حالات کو دیکھتے ہوئے اور اسلام کی اس وقت کی ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہا سارے مال کی ضرورت نہیں واپس لے جاؤ۔ پھر یہ بتانے کے لئے کہ جب ایک مومن خدا کے حضور اپنا سارا مال پیش کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ بدنیتی نہیں ہوتی کہ سارا مال قبول نہیں کیا جائے گا اس لئے سارا پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب اپنا سارا مال پیش کیا تو وہ سارا قبول کر لیا گیا اور بتایا گیا کہ

ہر مومن کے دل کی یہی کیفیت ہے

لیکن کچھ مومن وہ ہوتے ہیں جو جوان ہمت ہوتے ہیں اور انتہائی بوجھ کو برداشت کر سکتے ہیں۔ (چنانچہ آپؐ نے ان میں سے ایک کا سارا مال لے لیا اور مثال کو قائم کر دیا۔) اور کچھ وہ ہوتے ہیں کہ ان کی روح تو انتہائی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوتی ہے لیکن ان کا ماحول اور ان کا جسم اس کے لئے تیار نہیں ہوتا ان کو فتنہ اور امتحان سے بچانے کے لئے ان کے مال کا ایک حصہ قبول کر لیا جاتا ہے اور ایک حصہ واپس کر دیا جاتا ہے

پس مومن کی مادی کوشش مادی دنیا کی حدود سے ورے ختم نہیں ہو جاتی اور اس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ کیونکہ ہر پیسہ جو وہ خرچ کرتے ہیں۔ زندگی کا ہر لمحہ جو وہ گزارتے ہیں۔ اخلاق کا ہر مظاہرہ جو ان سے سرزد ہوتا ہے۔ بچوں سے محبت اور پیار کا سلوک جو دنیا ان سے دیکھتی ہے اس کے پیچھے یہی روح کام کر رہی ہوتی ہے کہ جس نے

خدا کی رضا کے لئے

اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالا اس نے بھی ثواب حاصل کر لیا۔ غرض مومن اپنے ہر دنیوی کام کو اُخروی جزا اور اُخروی نعماء کے حصول کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ اور اس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا والے گروہ میں سے لیکن بہت سے لوگ ہمیں ایسے بھی نظر آتے ہیں بہت سی قومیں ہمیں ایسی بھی نظر آتی ہیں جو راہ بھول گئے ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ سیدھا راستہ کونسا ہے۔ اس لئے وہ مغضوب علیہم کے گروہ میں شامل نہیں کئے جا سکتے وہ ضالین کے گروہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کے ذرائع تو اختیار کرے گا اور وہ انہیں سخت بھی محسوس ہوں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع میں ہی سورۃ فاتحہ میں

ان دو گروہوں میں ایک فرق

کر دیا ہے یعنی ایک کو مغضوب کہا ہے اور ایک کو ضال کہا ہے۔ یہ لوگ صراطِ مستقیم کو پہچانتے نہیں۔ ضالین یہ سمجھتے ہیں کہ جس راستہ پر وہ ہیں بس وہی ٹھیک ہے۔ نہ وہ خدا کو پہچانیں نہ کوئی آسمانی تعلیم ایسی ہے جس کے اوپر ان کا پختہ یقین ہے وہ سمجھتے ہیں بس یہ دنیا پیدا ہوئی۔ یا اگر ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ دنیا کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ مگر اتنی بڑی ہستی ان عاجزوں سے ایک زندہ تعلق کیوں قائم رکھے گی۔ اس لئے اس کا ہمارے ساتھ کوئی زندہ تعلق نہیں غرض اپنی حماقت، اپنی بیوقوفی، اپنی روایات (ہزار قسم کی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ان سب وجوہات) کے نتیجہ میں وہ راہ گم کر بیٹھے ہیں اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر یہ جماعت مومنین جو احیائے اسلام کے لئے پیدا کی گئی ہے ضالین کے سامنے، بھٹکتے ہوئے راہی کے سامنے ہدایت پیش کرے گی تو ان میں سے بہت سے اسے قبول کر لیں گے۔ کیونکہ ان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ جان بوجھ کر انشراحِ صدر کے ساتھ ضلالت کی راہوں کو اختیار نہیں کرتے بلکہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ ان کو صراطِ مستقیم کا پتہ ہی نہیں

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرتے رہو کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی فرد یا جماعت گمراہی اور کفر میں پڑ کر ایک حصہ ان کا مغضوب بن جائے۔ اور ایک حصہ ان کا ضال بن جائے۔ یعنی ہر شخص دعا کرنے والا اپنے اور اپنوں کے لئے یہ دعا کرے کہ اے خدا میری فطرت میں شیطنت کو کبھی پیدا نہ ہونے دینا کہ میں تیری راہ کو جانتے بوجھتے انشراحِ صدر کے ساتھ چھوڑنے لگ جاؤں اور نہ ایسے حالات پیدا کرنا کہ میں تیری راہ کو گم کر دوں۔ اور بھٹک جاؤں اور شیطان کی راہوں کو اختیار کر لوں۔

غرض جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد جگہ تحریر فرمایا ہے

سورۃ فاتحہ ایک عظیم دعا ہے

اس وقت میں صرف اس چھوٹے سے ٹکڑے کا مضمون بیان کر رہا ہوں۔ اور اس سورۃ کا یہ ٹکڑا بھی عظیم دعا ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ میرے غضب سے بچنے کے لئے ہر قسم کی تدبیر اختیار کرنے کے بعد میرے حضور آؤ اور دعائیں کرو۔ اور ضلالت کی راہوں کو اختیار کرنے سے بچنے کے لئے ہر قسم کی تدبیر اختیار کرو۔ اور میرے پاس آؤ اور دعا کرو۔ اگر خلوص نیت سے میرے حضور دعا کرو گے تو ضال ہونے سے بھی اے انسان تجھے بچایا جائے گا۔ مغضوب ہونے سے بھی تجھے بچایا جائے گا اور صراطِ مستقیم تجھے دکھائی جائے گی اس راہ پر چلنے کی توفیق عطا کی جائے گی۔ میرے قرب کو تو حاصل کر لے گا۔ میری رضا کی جنت میں تو داخل ہو جائے گا۔ اور اس گروہ میں شامل ہو جائے گا جو مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ کا گروہ ہے جس کا ذکر

متعدد آیاتِ قرآنیہ

میں پایا جاتا ہے۔ خدا کرے کہ ہمیں محض اس کے حضور سے یہ توفیق ملتی رہے کہ ہم سورۃ فاتحہ کی دعا کو خلوص نیت کے ساتھ اور پوری سمجھ کے ساتھ پڑھتے رہیں اور خدا کرے کہ ہماری یہ عاجزانہ دعا سب سے پہلے اس کے حضور قبول ہو۔ کیونکہ

یہ بڑی جامع دعا ہے

اور خدا کرے کہ ہم منعم علیہ گروہ میں شامل کئے جائیں۔ اور جس دن سب انسانوں نے اس کے حضور اکٹھا ہونا ہے۔ اس دن اس گروہ میں شامل نہ ہوں جو اُس کی نگاہ میں یا تو مغضوب ہے یا ضال ہے

آمین

(الفضل ۷ اگست ۱۹۶۸ء / ۱۳۴۷ ہش)

قسط نمبر ۲

کفنِ مسیح ——— عصائے موسیٰؑ کے بعد ردائے عیسیٰؑ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ہتھیلی یا بازو

عام خیال یہ ہے کہ یہ کیلیں ہتھیلیوں میں ٹھونکی گئیں۔ تصاویر میں بھی یہی دکھایا جاتا ہے مگر مکتوب اسکندریہ میں جگہ کی تعیین نہیں کی گئی ہے۔ کیلیں ہتھیلیوں میں ٹھونکی گئیں یا کلائی یا بازو میں؟ سنڈے اسٹینڈرڈ کے مضمون نویس کا خیال ہے کہ یہ کیلیں ہتھیلی کے اوپر ایسی جگہ ٹھونکی گئیں کہ وہ رگیں جو انگوٹھے کو سہارا دیتی ہیں کٹ گئیں۔ اور انگوٹھے کلائی کی پشت کی طرف ڈھلک گئے اس خیال کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ فوٹو میں ہتھیلیوں کے انگوٹھے نظر نہیں آتے۔

کیا پیروں میں میخیں ٹھونکی گئی تھیں؟

اس جگہ ایک اور امر کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ اس فوٹو کی مدد سے جتنی تحقیقات ہوئی ہیں ان سب میں کہا گیا ہے کہ مسیح کے دونوں پیروں میں بھی میخیں ٹھونکنے کے نشان ہیں۔ ان میخوں کی تشریح یہ کی گئی ہے کہ ایک پیر کا پنجہ دوسرے پیر کے پنجے پر رکھ کر ایک ہی کیل سے دونوں پنجے تختے میں ٹھونک دیئے گئے تھے۔

چرچ کی طرف سے مصلوب مسیح کی جتنی تصاویر شائع کی جاتی ہیں سب میں ان کو اسی حالت میں دکھایا جاتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ یہ کیل ان کیلوں سے بڑی ہوگی جو ہاتھوں میں ٹھونکی گئی تھیں۔ اس لئے کہ پنجوں کے دوہرا کرنے کے باعث پیروں کا یہ حصہ کم سے کم پانچ چھ انچ موٹا ہو گیا ہوگا۔ اور ان پنجوں پر جو میخ ٹھونکی گئی ہوگی وہ بھی کم سے کم سات آٹھ انچ لمبی ہوگی۔ اور موٹائی لمبائی کی مناسبت سے ہوگی۔ پھر یہ میخ ہتھوڑی یا پتھر جس چیز سے بھی ٹھونکی گئی ہو۔ پیر کی ہڈی پر بھی اس کی چوٹ ضرور لگی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ مسیح اس میخ کے سہارے تختۂ صلیب پر Ballet Dancer کی طرح کھڑے رہے۔ اس لئے ان کے سینے پر زور نہیں پڑا اگرچہ اس قول پر تمام مسیحیوں کا اتفاق نظر آتا ہے۔ مگر جب ہم اس زخم کی نوعیت اور بعد کے واقعات پر غور کرتے ہیں تو اس قول کو تسلیم کرنے میں تامل ہوتا ہے

پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ یہ زخم اتنا گہرا اور تکلیف دہ ہوگا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ دوا بھی استعمال کی جائے تو بھی اس کے اندمال میں کم سے کم ہفتہ عشرہ ضرور لگ جائے گا۔ اور اس سے پہلے کوئی ڈاکٹر اس مریض کو آزادی سے چلنے پھرنے کی اجازت نہیں دے گا۔

مسیح کا راہگیروں کے ساتھ چلنا

مگر ہم اناجیل اربعہ میں پڑھتے ہیں کہ حضرت مسیح دوسرے ہی دن غار سے نکل کر شہر میں چلنے پھرنے لگے۔ مکتوب اسکندریہ میں ہے کہ وہ غار میں صرف تیس گھنٹے رہے۔ انجیلوں میں غار سے نکلنے کے بعد کی جو روداد بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ غار کے باہر ان کو سب سے پہلے مریم مگدلینی ملی ہیں۔ اس کے بعد وہ دو راہگیر جو شام کے وقت یروشلم کے قریبی گاؤں سے آ رہے تھے۔ مسیح دور تک ان دونوں راہگیروں کے ساتھ چلتے رہے یہ دونوں واقعۂ صلیب ہی پر تبصرہ کر رہے تھے۔ اس جگہ ذرا سوچنا چاہیئے کہ اس وقت شام ڈھل رہی تھی اور اندھیرا چھا رہا تھا عام طور پر ایسے وقت مسافر تیز قدم چلتے ہیں۔ جناب مسیح ان دونوں کے قدم سے قدم ملا کر چلتے ہیں حتیٰ کہ اپنے مقام پر آ جاتے ہیں۔ ان دونوں کو اپنے گھر رات گزارنے کی دعوت دیتے ہیں۔

یہ دونوں راہگیر مسیح کے مرید تھے۔ مگر اس وقت مسیح باغباں کے بھیس میں تھے اس لئے ان کو پہچان نہ سکے۔ انہوں نے گھر آ کر جب ان دونوں سے اپنا تعارف کروایا تو وہ دونوں دوسرے حواریوں کو یہ بشارت سنانے دوڑے مسیح بھی ہاں گئے اور ان کے پیچھے پیچھے چلے اور ابھی وہ راہگیر حواریوں سے بات ہی کر رہے تھے کہ اچانک "السلام علیکم" کی آواز آئی۔ مڑ کر دیکھا تو مسیح بہ نفس نفیس کھڑے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ مسیح بھی کس تیز رفتاری سے چلے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ ہفتہ بھر یروشلم کے کوچہ و بازار میں گھومتے رہے حواریوں سے دوبارہ ملاقاتیں کیں۔ ایک مرتبہ تو جائے مقررہ پر۔ دوسری مرتبہ "تبریاس" کی جھیل کے کنارے غرض یسوع مسیح غار سے نکل کر ایک ایسے صحتمند آدمی کی طرح چلتے پھرتے ہیں جس کے پیروں میں نہ لنگ ہے نہ رفتار میں سستی۔ پھر یہ کہ وہ پارۂ سیماب کی طرح اپنے حواریوں کی تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ ایک شہادت بھی ایسی نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ چلتے ہوئے لنگڑاتے تھے۔ اگر صلیب پر ان کے پیروں میں اتنی موٹی کیل ٹھونکی گئی تھی تو دوسرے ہی دن اس سبک رفتاری سے چلنا محالات عقلی میں سے ہے۔

ڈاکوؤں کی صلیب

پھر یہ امر مسلّم ہے کہ وہ دونوں ڈاکو جو مسیح کے داہنے بائیں صلیب پر چڑھائے گئے تھے ان کے پیروں میں میخیں نہیں ٹھونکی گئی تھیں۔ یہ بات ان تصاویر سے بھی ظاہر ہے جو چرچ کی طرف سے شائع کی جاتی ہیں

اس کے علاوہ تمام روایات اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ مسیح کو عام طریق کے مطابق ہی صلیب دی گئی تھی۔ ان کے ساتھ اس کے سوا کوئی زیادتی نہیں کی گئی تھی کہ صلیب کی عمودی لکڑی سرے کچھ اونچی رکھی گئی تھی اور اس پر تین زبانوں میں تختی پر یہ تحریر لکھ کر لٹکا دی گئی تھی

"یہودیوں کا بادشاہ"

مسیح کے ساتھیوں نے اس معمولی سی زیادتی کی بھی مذمت کی ہے۔ اگر ان کے پیروں کے پنجے میں کیلیں ٹھونک کر "تاریخ صلیب" میں ایک نئی روایت قائم کی جاتی تو صدر اوّل کے تمام مسیحی اس کی شدید مذمت کرتے مگر اناجیل اربعہ میں اس زیادتی کی طرف اشارہ بھی نہیں

مکتوب اسکندریہ کی شہادت

مکتوب اسکندریہ میں جس میں صلیب کی پوری تفصیل درج ہے اس کو ایک افواہ قرار دیا گیا ہے اور اس کی بڑی سختی سے تردید کی گئی ہے۔ اس میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ مسیح کے پیروں میں کیلیں نہیں ٹھونکی گئی تھیں۔ ان کو صلیب مروجہ دستور کے مطابق ہی دی گئی تھی۔ اور مصلوب کے پیروں میں کیلیں ٹھونکنے کا رواج نہیں ہے۔

پھر پیلاطوس جو مسیح کو بچانا چاہتا تھا مسیح کے ساتھ اس زیادتی کی اجازت کیسے دیتا

سپاہیوں کی ہمدردی

رومی سپاہی جو پہرے پر متعین تھے ان میں سے بھی کئی مسیح سے ہمدردی رکھتے تھے۔ ایک نے تو ان کی پیاس کی شدت بھی نہیں دیکھی گئی تھی اور سپنج کے پر سرکہ چوسایا تھا۔ سپاہیوں کے سردار کے متعلق آتا ہے کہ وہ اگر مسیح کا مرید نہیں تھا تو ہمدرد ضرور تھا۔ اس صورت میں وہ سپاہی مسیح کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی کیسے کر سکتے تھے۔ ان کے ساتھ جو زیادتیاں کیں وہ یہودیوں نے کیں۔ مگر وہ بھی گھونسوں مکوں اور طمانچوں سے آگے نہیں بڑھیں۔

تھوما کی مسرت و حیرانی

پھر ہم انجیل یوحنا میں پڑھتے ہیں کہ جب تھوما حواری نے مسیح کو پہچاننے میں شک کیا تو انہوں نے ان کو اپنے ہاتھوں اور پسلی کے زخم دکھائے۔ حالانکہ اگر ان کے پیروں میں میخیں ٹھونکی جاتیں تو ان کے زخموں میں سب سے بڑا زخم یہی ہوتا اس لئے وہ تھوما کو سب سے پہلے یہی زخم دکھلاتے۔ البتہ لوقا ۲۴ باب میں ہے کہ مسیح نے تھوما کو ہاتھ اور پیر دکھائے۔ مگر یہ لوقا کی طرز تحریر معلوم ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں واقعات مسیح کا عام تذکرہ کیا ہے وہاں ہاتھ اور پیر دونوں میں میخیں ٹھونکنے کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن جہاں "صلیب مسیح" سے متعلق محققوں کے حوالے درج کئے ہیں وہاں یہ حوالہ درج کیا ہے کہ مسیح کے پیروں میں کیلیں نہیں ٹھونکی گئی تھیں۔ اس لئے کہ پیروں میں کیلیں ٹھونکنے کا رواج نہیں تھا۔ (دیکھئے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۳۲)

بازو یا ہتھیلی

سائنس دانوں نے فوٹو کی مدد سے جو کہا ہے کہ ہاتھ میں کیلیں ہتھیلی کی بجائے کلائی یا بازو پر ٹھونکی گئی تھیں یہ قول بھی قابل جرح ہے بازو کا زخم بہ نسبت ہتھیلی کے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اور اگر کیلیں کلائی پر ٹھونکی جاتیں تو ہتھیلی بیکار ہو جاتی ہے۔ حالانکہ جناب مسیح نے غار سے نکلنے کے بعد اس قسم کی کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا ہے۔

میرا خیال ہے کہ پیروں میں میخیں ٹھونکنے کی تحقیق کو اس لئے اہمیت دی جاتی ہے کہ اس سے یہ نظریہ قائم کرنے میں مدد ملتی ہے کہ مسیح صلیب پر آخیر تک زندہ رہے۔ جو نکہ وہ اس صورت میں تختے کے اوپر پنجوں کے بل کھڑے تھے اور سینے پر زور کم پڑ رہا تھا۔

اگر واقعہ یہ ہے تو محققوں نے یہ نظریہ قائم کرنے میں غیر معمولی تکلف سے کام لیا ہے صلیب کی جو تفصیل آئی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح کی دونوں ٹانگیں مضبوطی سے لکڑی پر اس طرح کس کر باندھ دی گئی تھیں کہ دوران خون تک رک گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جس آدمی کو اس طرح لکڑی سے جکڑ دیا گیا ہو اس کو جسم کا وزن سنبھالنے کے لئے تختے کے سہارے یا پنجوں پر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت ہوگی۔ یہ ضرورت تو اس وقت پیش آتی ہے جب جسم رسی کے اندر سے نیچے کی طرف سرک رہا ہو۔ اور یہاں تو مسیح کا بدن بندھنوں کے باعث لکڑی سے بالکل چپکا ہوا تھا۔

پھر حال یہ ایک قابل غور مسئلہ ہے اور

کچھ ضروری نہیں کہ بد تنائج دیکھ کر سائنسدان جو نتائج اخذ کریں ہم وہ من وعن مان لیں۔ بعض اوقات انسان غیر شعوری طور پر بھی کسی چیز کو واقعات کی بجائے روایتیا تقید کی نظر سے دیکھتا ہے۔

o پسلی کا زخم

اس کی دوسری مثال Illustrated Weekly of India کے مضمون نگار کا پسلی کے زخم پر یہ تبصرہ ہے کہ اس سے جو خون اور پانی نکلا وہ مردہ جسم کا تھا۔ اس لئے کہ وہ گاڑھا اور منجمد تھا۔ اس نے لکھا ہے کہ خون کے ماہر ڈاکٹروں نے کفن کے اس مقام کا معائنہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔

مضمون نگار کو یہ خلافِ واقعہ بات کہنے پر کس جذبے نے ابھارا۔ کیا وہ اس طرح مسیح کو صلیب پر مردہ ثابت کرنا چاہتا ہے؟ حالانکہ جتنے عینی شاہد ہیں جیسے یوحنا، یوزلیفس حکیم نقادیمس، اور یوسف آرمتیہ۔ ان سب کی شہادتیں یہ ہیں کہ اس زخم سے سیال خون اور پانی بہہ رہا تھا اور مکتوب اسکندریہ کے مطابق وہ کفن کے اندر بھی بہتا رہا چونکہ حکیم نقادیمس نے زخم کا منہ کھلا چھوڑ دیا تھا تا تنفس کے بحال ہونے میں مدد ملے۔

مسیحی روایات کا مطالعہ کرتے وقت یہ امر ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ یہ قوم واقعات کے بیان کرنے میں افراط و تفریط سے کام لیتی ہے۔ اس کی مثال کسی دوسرے معلومہ ادب میں نہیں ملے گی مسیح کو ہی لیجئے کہ انہیں جب بڑھایا تو آسمان پر خدا کی داہنی جانب بٹھا دیا اور جب گرایا تو صلیب پر "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہلوا دیا قرائنِ عقلی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم نے مسیح اور مسیحیوں کی داستانِ مظلومی بیان کرنے میں بڑی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔

o مسیح صلیب پر

ان جزئی اختلافات کے بعد اب ہم وہاں آتے ہیں جہاں جناب مسیح صلیب پر لٹک رہے ہیں یہ گلگتھا ہے۔ حضرت مسیح صلیب پر ہیں۔ ان کے ہوش و حواس قائم ہیں وہ اپنی والدہ مہربان سے ملاقات کر رہے ہیں اور یوحنا کو ان کی خبرگیری کی تاکید کر رہے ہیں۔ یروشلم میں قیامت خیز گرمی پڑ رہی ہے۔ اہلِ طبیعیات کا خیال ہے کہ عناصر میں کوئی تغیر رونما ہونے والا ہے مسیح "صلیب پر بہ جاں ہو جاتے ہیں۔ ایک سپاہی ان کو اسفنج کا ایک ٹکڑا سرکہ میں بھگو کر اور ایک لمبے سرکنڈے پر رکھ کر چوساتا ہے۔ جس سے پیاس کی شدت کچھ کم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ سر پیر کو ایک دردناک چیخ مار کر خاموش ہو جاتے ہیں اور ان کا سینہ حیاتی کی طرف ڈھلک آتا ہے۔ یہ سماں دیکھ کر کائنات لرزہ براندام ہو جاتی ہے۔ فضا سسکنے اور زمین چیخنے چنگھاڑنے لگتی ہے۔ یروشلم میں ایک خوفناک زلزلہ آتا ہے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے ہیکل کی دیواریں پھٹ جاتی ہیں۔ معلوم نہیں یہ مسیح کا معجزہ ہے یا قدرت کا ردِ عمل؟

o کیا پسلی کا زخم گہرا تھا؟

یروشلم کا یہ منظر دیکھ کر آفتاب بھی افق کی طرف چلا جاتا ہے اور سنہری و روپہلی کرنیں چھوڑنے کی بجائے سیاہ ماتمی لباس میں روپوش ہو جاتا ہے۔ چاند آسمان پر نکلتا ہے مگر اس کا نورانی چہرہ بھی آج کائنات کی سوگوار فضا میں چھپ گیا ہے۔ ہر طرف اندھیرا چھا رہا ہے۔ رومی سپاہی مسیح کو صلیب سے اتارنے آتے ہیں گروہ چاہتے ہیں کہ پہلے ان کی پنڈلیاں توڑ دی جائیں مگر یوحنا اور یوزلیفس التجا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مر چکا ہے اس کی ہڈیاں توڑنے کی کیا ضرورت۔ یہ سن کر رومی سپاہی ان کے بائیں جانب ران کے پاس بھالا مارتا ہے مگر ان کے بدن میں کوئی حرکت ہوتی ہے نہ تشنج۔ رومی سپاہی انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے اور انسانی تدبیر کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ اس بے گناہ انسان کو بچانے کے لئے قدرت کی کونسی تدبیر ظہور میں آتی ہے۔

پسلی کے زخم کے متعلق بھی عام روایت یہ ہے کہ وہ بہت گہرا تھا۔ اور پسلی کو چھیدتا ہوا دل کے قریب تک پہنچ گیا تھا۔ ساتجنسد اول نے بھی اپنی تحقیقات کی بنیاد اسی پر رکھی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو ایک خفیف سا چھید قرار دیا ہے (دیکھئے ایام الصلح ص۱۳۵) اور یہی بات قرینِ قیاس ہے۔ ورنہ مسیح کا دوسرے ہی دن صحت مندوں کی طرح چلنا پھرنا دشوار تھا۔

o علامتِ زندگی

جب رومی سپاہی مسیح کی پسلی چھید کر چلا گیا۔ تو یوحنا اور یوزلیفس نے دیکھا کہ اسی زخم سے خون اور پانی بہہ رہا ہے جو دورانِ خون اور زندگی کی علامت ہے۔ حکیم نقادیمس جو ایک طبیبِ حاذق تھا اور جس کو شاید طب کے بعض سربستہ اسرار بھی معلوم تھے۔ وہ جب آیا اور زخم سے خون اور پانی بہتا دیکھا تو چیخ اٹھا کہ مسیح کے جسم میں جان باقی ہے۔ اور ان کو فوراً ہوش میں لانے کی تدبیر کرنی چاہیئے۔

پہلے اس نے یوحنا اور یوزلیفس کی مدد سے مسیح کا جسم نہایت احتیاط کے ساتھ صلیب سے اتارا۔ آہستہ آہستہ ان کی کیلیں نکالیں۔ پھر یوزلیفس کو وہ دوا لانے بھیجا جو غالباً انہی المناک گھڑیوں کا احساس کر کے انہوں نے پہلے ہی تیار کر رکھی تھی۔

o مہین سوتی کپڑا

"یوسف آرمتیہ" جو درپردہ مسیح کا مرید تھا، اس وقت پیلاطوس کے پاس تھا اور یہ کوشش کر رہا تھا کہ اس سے مسیح کی تجہیز و تکفین کی اجازت لے لی جائے۔ وہ یہ اجازت نامہ لے کر گلگتھا آگیا اور مسیح کو اٹھا کر قریب ہی اپنے ایک باغ میں لے گیا۔ وہ کفنِ مسیح کے لئے ایک مہین سوتی کپڑا بھی لایا۔

o مرہمِ عیسٰے

حکیم نقادیمس ان کی زندگی کی طرف سے پر امید تھے۔ انہوں نے یوسف سے کہا کہ مسیح زندہ ہیں صرف غشی طاری ہو گئی ہے اور انشاء اللہ اس دوا سے یہ ہوش میں آ جائیں گے۔ یہ کہہ کر پہلے اس کپڑے پر جو یوسف لایا تھا دوا اور مسالحہ کی ایک تہہ جمائی۔ اس کی مہک بڑی تیز تھی جو ناک کو خوب چبھتی تھی۔ یوزلیفس کا بیان ہے کہ مسیح اور ان کے برادرانِ طریقت اسی دوا سے موت نما غشی کا علاج کرتے تھے۔ اور یہ نسخہ ان برادرانِ طریقت کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں تھا۔ ممکن ہے کہ یسوع مسیح نے بھی اسی دوا کی مدد سے "مُردے" زندہ کئے ہوں

o کفنِ مسیح

بہر حال پہلے اس کپڑے پر دوا لگائی گئی۔ پھر وہ کپڑا مسیح کو اوڑھا یا جسم کے گرد لپیٹ دیا گیا۔ اور مسیح کا مصلوب جسم پوری طبی تدابیر کے ساتھ اس باغ کے ایک محفوظ غار میں رکھ دیا گیا۔ اس غار میں۔ اور بھی مفرح اور جاں بخش خوشبوئیں چھڑک دی گئیں۔ جناب مسیح تیس گھنٹوں تک اسی طرح غار میں پڑے رہے۔

o عناصر میں تغیر

اس کے بعد اچانک عناصر ارضی میں تغیرات کے آثار نمودار ہونے لگے۔ جو نوجوان مسیحی غار پر پہرہ دے رہا تھا اسے یکایک غار سے ایک ایسی مہک آئی جیسے زمین سے آگ نکلتے وقت آتی ہے اسی وقت ہوا کے ایک جھونکے سے وہ چراغ بھی بجھ گیا جو غار میں جل رہا تھا اور غار "کیمرہ" کے اندھیرے کمرے Dark Room کی طرح ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک انسانی آواز بھی غار سے آئی۔ پہرہ دار جب غار میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ مسیح کا سینہ زور زور سے دھڑک رہا ہے۔ ہونٹ ہل رہے ہیں اور آنکھیں کھلی ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ شخص گھٹنوں کے بل جھک گیا۔ اور مسیح کے سر کو سہارا دیا

o مسیح ہوش میں آگئے

حکیم نقادیمس اور یوسف آرمتیہ اسی وقت یہ دیکھنے کے لئے یروشلم سے چلے تھے کہ عناصر کے ان تغیرات کا مسیح کی صحت پر کیا اثر پڑا ہے۔ یہ دونوں جب غار میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ جناب مسیح ہوش میں آ گئے ہیں تو ان دونوں کی آنکھیں فرطِ مسرت سے چمک اٹھیں۔ مسیح نے جب اس جگہ اپنے برادرانِ طریقت کو دیکھا تو وہ بھی نحیف و ناتواں ہونے کے باوجود خوشی کے جذبات پر قابو نہ پا سکے۔ انہوں نے اٹھ کر بیٹھنا چاہا مگر حکیم نقادیمس نے ان کو طبی مشوروں کی پابندی کی تلقین کی۔ اور ان کو ساری سرگزشت سنائی۔ مسیح نے آپ بیتی سن کر آستانہ الوہیت پر سجدۂ شکر ادا کیا۔ حکیم نقادیمس نے ان کو کچھ مقوی غذا کھلائی پھر ان کے سر کی پٹیاں کھولیں۔ اس کے بعد وہ اچھی طرح بات چیت کرنے لگے (باقی آیندہ)

دعائے مغفرت

نہایت افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے کہ میرے چچا زاد بھائی اور بہنوئی مولوی کمال الدین صاحب امینی صدر جماعت احمدیہ ہڈرزفیلڈ انگلستان ایک اپریشن کے نتیجہ میں ہسپتال میں ہی ۱۳ر اگست کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نیک، با اخلاق اور تبلیغ کا شوق رکھنے والے تھے۔ اولاد کوئی نہ تھی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ میری ہمشیرہ صاحبہ اور دیگر اعزہ و اقارب کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے آمین

خاکسار شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کا اکلوتا لڑکا عزیز ظفر اللہ واقفِ زندگی جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم پا رہا ہے۔ عزیز کی تکمیلِ تعلیم اور لمبی عمر پا کر خدمتِ سلسلہ بجا لانے کی توفیق پانے کے لئے احبابِ جماعت سے مودبانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار میاں عطاء اللہ احمدی چک ۱۴۳ شاہ نگر ضلع ملتان

۲۔ خاکسار سپلیمنٹری امتحان میں شامل ہو رہا ہے۔ یہ امتحان ۲۸ر اگست سے شروع ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار سید حفیظ احمد احمدی اڑیسہ

اہلِ پیغام اور نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اہلِ پیغام کی طرف سے حضرت اقدس علیہ السلام کی حقیقی و کامل نبوت سے انکار کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ میں ایک لحاظ سے نبی اور ایک لحاظ سے اُمتی ہوں۔ چونکہ آپ صرف ایک لحاظ ہی سے نبی ہیں نہ کہ سب لحاظوں سے اس لئے آپ کی نبوت کامل نہیں مگر ان کا یہ خیال درست نہیں۔

بھائیو! ایک شخص کی کئی حیثیتیں ہوتی ہیں مثلاً ایک لحاظ سے ایک شخص باپ ہے اور دوسرے لحاظ سے وہ بیٹا ہے۔ ایک لحاظ سے وہ خاوند ہے اور ایک لحاظ سے وہ چچا، ایک لحاظ سے ماموں اور ایک لحاظ سے بھائی ہے تو اس کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ اس کی یہ رشتہ داریاں اور تعلقات ناقص ہیں۔ اور کامل نہیں۔ اسی طرح جملہ انبیاء ایک لحاظ سے نبی ہیں اور ایک لحاظ سے رسول تو اس کے یہ معنے نہیں کہ انکی نبوت یا رسالت ناقص ہے۔ کامل نہیں خدا تعالےٰ غیر محدود ہے۔ اس کے بے شمار نام حیثیتیں و صفات ہیں۔ ان میں قریباً ایک سو کا قرآن کریم و احادیث میں ذکر آتا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ خدا تعالےٰ کی کوئی صفت ناقص ہے ایک لحاظ سے وہ رب ہے تو اس کی ربوبیت کامل نہیں یا وہ ایک لحاظ سے رحمٰن یا رحیم ہے یا مالک ہے تو اس کی یہ صفات ناقص ہیں۔ اب سوچنے کا مقام ہے ان کے اس خیال کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے۔ اگر انکی بات تسلیم کی جائے تو کسی چیز کی کوئی حیثیت بھی کامل تسلیم نہیں کی جا سکتی اور سب میں نقص ماننا پڑتا ہے۔

(۲) اہلِ پیغام حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف ایک اور حوالہ بھی پیش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ۲۸ر فروری ۱۹۶۸ء کے پیغام صلح میں "المنبر کی غلط بیانی" کے زیر عنوان لکھا ہے کہ مدیر المنبر نے حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف غلط طور پر دعوٰئے نبوت منسوب کیا ہے اور حقیقۃ الوحی کا یہ فقرہ نقل کیا ہے

" وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ..... یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۷)

اور پھر پیغام نے یہ ریمارکس دیئے ہیں کہ المنبر نے پوری عبارت نقل نہیں کی اور اس عبارت کو مدیر المنبر نے چھوڑ دیا ہے جس میں آپ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کہا ہے۔ اور بروز کے لفظ سے نبوت حقیقی کی نفی ہوتی ہے۔ اور پھر حقیقی نبوت سے انکار کے ثبوت میں محترم مدیر صاحب پیغام صلح نے یہ حوالہ درج کیا ہے کہ "میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

پیغام صلح نے یہ حوالہ درج کرکے بتانا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت حقیقی نبوت نہیں اور نہ ہی وہ آنحضرت صلعم کی اصلی نبوت ہے مگر اس عبارت کا مطلب جو اس نے لیا ہے وہ حضور کی منشاء سے بہت بعید اور اس کے خلاف ہے چنانچہ ہم اس کی وضاحت کے لئے خود حضرت اقدس علیہ السلام ہی کا اپنا ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں۔ حضور اپنی نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے مگر یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵)

اب کوئی محترم مدیر پیغام صلح سے دریافت کرے کہ حضور تو اپنی نبوت کو آنحضرت صلعم ہی کی نبوت قرار دے رہے ہیں۔ اور اسے آنحضرت صلعم کی اتباع و فیض و تاثیر کا نتیجہ بتا رہے ہیں نہ کہ کوئی الگ نئی نبوت، گویا حضرت اقدس کی نبوت آنحضرت صلعم ہی کی نبوت ہے مگر ایک نئے اور جدید پیرایہ میں۔ پس محترم پیغام صلح کے مدیر کا آپ کی نبوت سے انکار گویا آنحضرت صلعم کی نبوت سے انکار ہے۔ اگر حضرت اقدس کا یہ منشاء نہ ہوتا تو جس طرح مولوی صدر الدین صاحب اور شیخ مصری صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کا دعویٰ صرف مجددیت و محدثیت کا ہے نہ کہ نبوت کا اور آپ صرف امتی ہیں نہ کہ نبی حضور بھی یہی فرماتے ہیں کہ میرا دعویٰ قطعاً کسی قسم کی نبوت کا نہیں بلکہ صرف مجددیت و محدثیت کا ہے یہ نہ فرماتے کہ میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے ہم علیٰحدہ صاحب پیغام صلح سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آنحضرت صلعم کی نبوت نبوت نہیں اور کیا وہ صرف مجددیت و محدثیت ہی ہے اگر نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی نبوت نبوت ہی ہے تو وہی نبوت جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملی تو وہ کیوں نبوت نہ رہی، حضور تو فرماتے ہیں مجھے جو کچھ ملا ہے وہ آنحضرت صلعم ہی کی نبوت ہے ہاں فرمایا کہ اس کا نام شریعت والی نبوت نہیں استغفار ہیں پھر فرمایا کہ "لَیْسَتْ نُبُوَّتِیْ اِلَّا نُبُوَّتَهٗ" کہ میری نبوت آنحضرت صلعم ہی کی نبوت ہے۔ پس جب حضور کو وہی نبوت جو آنحضرت صلعم کو ملی تھی حاصل ہے تو وہ کس بنا پر مقام نبوت سے گر گئی اور ناقص رہ گئی۔ اور اصلی اور حقیقی و کامل نہ رہی۔ حضور نے اس کے اصلی اور حقیقی ہونے سے جو انکار فرمایا ہے، وہ نبوت سے انکار نہیں بلکہ اس کے نبوت تشریعی نام ہونے سے انکار کیا ہے ورنہ اس کے سوا وہ ہمیں حضور کی مندرجہ بالا تحریرات کی کوئی معقول توجیہہ بتا دیں اور اس امر کو واضح کریں کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کاملہ حضور کی طرف منتقل ہونے سے کیوں نبوت نہ رہی پس حضور کی نبوت نبوت کاملہ ہی ہے مگر جدید پیرایہ میں، چنانچہ خود اس بارہ میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" خدا تعالےٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی۔"

(نزول المسیح صفحہ ۵ ۱۹۰۲ء)

دیکھیں اس میں کامل کا لفظ حضور نے اپنے لئے استعمال فرمایا ہے۔ اور اپنی نبوت کو نبوت محمدی قرار دیا ہے۔ اب نبوتِ محمدیہ کو غیر نبوت قرار دینے والا کون ہے۔ یہ کہنا کہ خدا نے آپ کو نبی کہا ہی نہیں۔ (قول سدید ص ۲۹۱) خلافِ واقعہ ہے۔

حضورؑ کا واضح اور قطعی فیصلہ

یاد رہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبیا نبی نہ آنے پر غیر احمدی مسلمان اور آپ حضرات متفق ہیں۔ غیر احمدی پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ اور آپ حضرات نئے اور پرانے دونوں کے خلاف ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نئے نبی کے آنے میں کوئی روک نہیں، نبی حسب ضرورت آسکتا ہے آنحضرت صلعم کے فیض و تاثیر سے اس امت کا کامل فرد نبی بن سکتا ہے۔ اس بارہ میں حضور کا واضح اور قطعی فیصلہ ملاحظہ فرمادیں۔

حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ اس امت میں عیسیٰ ابن مریم کا کوئی مثیل نہیں آسکتا تھا اس لئے ختم نبوت کی مہر کو توڑ کر اس اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالےٰ دوبارہ دنیا میں لائے گا۔ اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جبکہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں نہیں پا سکتا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخش سکتی اور نہیں خیال کرتے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دعا سکھلانا کہ صراط الذین انعمت علیہم ایک دھوکا دینا ہے۔"

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۸۶ حاشیہ)

اب اہل پیغام اس بات کا جواب دیں کہ اگر آنحضرت صلعم کی اتباع و فیض سے عیسیٰ جیسا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا تھا تو حضور نے یہ کیوں فرمایا کہ حضور نے اس امر کا واضح و قطعی فیصلہ نہیں کر دیا کہ آنحضرت صلعم کی اتباع و فیض سے عیسیٰ جیسا نبی یقیناً پیدا ہو سکتا ہے اور یہی حضور کا دعویٰ ہے کہ میں اس زمانہ کا عیسیٰ ہوں بلکہ عیسیٰ سے بڑھ کر ہوں۔ اور جامع کمالات محمدیہ اور خدائے کمالات انبیاء ہوں۔ اگر ظلی نبوت نہیں اور وہ ناقص نبوت ہے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلعم کے فیض سے کامل نبی پیدا نہیں ہو سکتا اور یہ حضور کے مذکورہ فیصلہ کے خلاف ہے اہل پیغام بتائیں کہ آپ میں سے کسی نے حضور کے اس قطعی فیصلہ کا کبھی کوئی جواب دیا ہے؟ اگر دیا ہے تو وہ کیا ہے اور کس جگہ ہے؟ اگر نہیں دیا تو آپ حضرات کے لاجواب ہونے میں اب بھی کوئی کسر اور شک و شبہ کی گنجائش باقی ہے۔

درخواست دُعا۔ مکرم میاں عطاء اللہ صاحب وکیل سابق امیر راولپنڈی ماہ صلح (جنوری) سے متواتر بیمار چلے آ رہے ہیں اطلاع آئی ہے کہ وہ داخل ہسپتال ہیں اور حالت تشویشناک ہے احباب دعا فرمائیں

اذکروا موتاکم بالخیر

آہ! میاں محمد ادریس صاحب مرحوم کلکتہ

میاں محمد ادریس صاحب مرحوم ولد میاں محمد اسمٰعیل صاحب آف جنیٹ مالک آسام بوٹ ہاؤس و گولڈن ربر ورکس کلکتہ جماعت احمدیہ کلکتہ کے ایک مخلص فرد تھے۔ مرحوم ماہ فروری ۱۹۶۳ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ باوجود اندرونی و بیرونی مخالفت کے ایمان میں استقامت و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ اور وہ اپنے اخلاص میں ترقی کرتے چلے گئے۔ وہ احمدیت میں اگرچہ پیچھے آئے مگر اپنے اخلاص میں بہتوں سے آگے نکل گئے۔ سلسلہ کی ہر تحریک میں لبیک کہا اور مالی قربانی کی۔ اپنی اولاد کو بھی سلسلہ کی تحریکات اور مساعی میں شامل کرنے کی سعی فرماتے تھے۔ سلسلہ کے اخبارات و رسائل کو اپنے نام جاری کروایا۔ خود پڑھتے اور افراد خاندان کو بھی پڑھوانے کی کوشش فرماتے۔ مجھے قریباً چار سال انہیں قریب رہ کر دیکھنے کا موقعہ ملا۔ وہ بہت ہی سنجیدہ مزاج با اخلاق اور سلجھی ہوئی طبیعت رکھنے والے تھے۔ نظام سلسلہ کے پابند تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور سلسلہ کے بزرگان اور خادموں سے ایک گونہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ میں مختلف مواقع پر اُن کے پاس سلسلہ کی مختلف تحریکات لے کر گیا۔ ہر موقعہ پر اُنہوں نے خندہ پیشانی سے ان تحریکات میں حصہ لیا۔ اور وہ سلسلہ کی خدمت و اشاعت کو اپنے لئے موجب سعادت و برکت سمجھتے تھے۔ اسی طرح غریبوں اور مسکینوں کی امداد کر کے دل میں بشاشت و فرحت محسوس کرتے۔ اور اکثر مجھ سے کہتے کہ میں آپ کا ممنون و مشکور رہوں گا آپ ہمارے لئے ثواب حاصل کرنے کے مواقع پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہ جنوری ۱۹۶۸ء میں وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت اور جنیوٹ میں اپنے والدین کی ملاقات کے بعد واپس آئے۔ اس ماہ کے آخر میں اچانک اُن پر دل کے عارضہ کا حملہ ہوا۔ گو حملہ شدید تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے فضل و کرم فرمایا۔ اور بروقت علاج و معالجہ سے بیماری پر ایک حد تک قابو پالیا گیا کمزوری بہت زیادہ تھی۔ مگر آہستہ آہستہ اُن کی صحت ترقی کرنے لگی۔ اُن کی بیماری کے ایام میں میں ایک دو دن کے وقفہ کے بعد اُن کی عیادت کے لئے جاتا۔ اکثر وہ مجھے کئی کئی گھنٹوں کے لئے روک لیتے۔ مختلف مسائل اور سلسلہ کی ضروریات پر گفتگو رہتی۔ سل کرنٹ زیر پڑھتے اور اُن کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں کرتے۔ بیماری کے ایام میں ہی انہوں نے مسجد احمدیہ مونگھیر بہار کی مرمت کے لئے ایک رقم خطیر عطا فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اس دوران میں ڈاکٹری مشوروں کے ماتحت اُنہوں نے اپنا رہائشی مکان بھی تبدیل کیا۔ جس میں لفٹ کی سہولت ہے۔ وفات سے دو روز قبل میں حسب معمول اُن سے ملا۔ مختلف جماعتی اور خانگی امور پر گفتگو کرتے رہے۔ اُن کی بیماری کے پیش نظر میں نے اُن کو ہر طرح حوصلہ و تسلی دلائی۔ مگر بالآخر خدا تعالیٰ کی مشیت غالب ہوئی۔ ۲ر اگست بروز جمعہ کی صبح ۱۰ بجے اُن پر کے دل پر شدید حملہ ہوا۔ اور چند منٹوں میں ہی ہمارا یہ مخلص بھائی ہمارے قلوب کو غمگین بناتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا — اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم کی اچانک اور غیر متوقع وفات کے صدمہ کی وجہ سے احباب جماعت اور اُن کے افراد خاندان پریشان و مغموم ہو گئے۔ جس جس کو بھی اُن کی وفات کی خبر ملی۔ وہ اُن کے مکان پر تعزیت مسنونہ کے لئے پہنچتا رہا۔ تجہیز و تکفین کا انتظام ہوا۔ جنازہ رات کو ۹ بجے سولہ آنہ قبرستان لے جایا گیا۔ چونکہ مرحوم کے چھوٹے بھائی اپنے بزنس کے سلسلہ میں دہلی گئے ہوئے تھے۔ اُن کو فون کر کے واپس بلایا گیا۔ رات گیارہ بجے وہ کلکتہ واپس پہنچے۔ اُن کی آمد کے بعد جنازہ ہوا۔ باوجود شدید بارش کے نماز جنازہ میں احمدی اور غیر احمدی احباب کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ اور پھر پُرنم آنکھوں سے اپنے مرحوم بھائی کی نعش کو قبر میں اُتار دیا گیا۔

ہر زبان پر مرحوم کی وفات پر افسوس کے اظہار کے ساتھ ساتھ اُس کی خوبیوں اور اخلاق کے بارہ میں اچھے کلمات و تاثرات تھے۔ جس سے مرحوم کی ہر دلعزیزی کا اظہار ہوتا ہے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور نو بچے چھوڑے ہیں۔ جن میں سے کسی بچہ کی بھی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اُن کے درجات کو بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور اُن کے افراد خاندان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اُن کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ احباب جماعت احمدیہ کلکتہ، مرحوم کے والدین، بھائیوں اور اہل و عیال سے تعزیت مسنونہ کا اظہار کرتے ہوئے اُن کے غم میں شریک ہیں۔ اور بارگاہ رب العزت میں مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا گو ہیں۔ ایک مخلص احمدی بھائی کی وفات سے جماعت میں ایک قسم کا جو خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے پورا کر دے۔ اور اُن کے اہل و عیال کو بھی سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار شریف احمد امینی

انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

امتحان کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز"

جملہ احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کا امتحان ۷ ۲ر اخاء ۱۳۴۷ ہش مطابق ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہوگا۔ یہ کتاب ۹۲ صفحات پر مشتمل ہے جو سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معرکۃ الآراء لیکچر ہے اور بے بہا علمی اور قیمتی معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک علمی خزانہ ہے جس سے ہر احمدی مرد اور عورت کو فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ یہ کتاب مبلغ ۵۰ پیسے میں مکرم عبد العظیم صاحب مالک احمدیہ بکڈپو قادیان سے مل سکتی ہے۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

دوست ابھی سے اس امتحان کی تیاری شروع کر دیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوں اور اپنے ناموں سے مع ولدیت نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ تاکہ اُن کے نام ریکارڈ کئے جا سکیں۔

مبلغین کرام۔ اُمراء و صدر صاحبان سیکرٹریان تبلیغ زعماء و قائدین صاحبان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے امیدواروں کی فہرست مع ولدیت مکمل کر کے جلد از جلد نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔ اسی طرح جملہ لجنات اماء اللہ سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ امتحان میں شامل ہونے والی ممبرات کی فہرستوں سے جلد اطلاع دیں گی۔ اس امر کو اچھی طرح ملحوظ رکھیں کہ امیدواروں کے نام مع ولدیت و زوجیت کے اندراجات کے ساتھ مکمل فہرستیں ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ولادتیں

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۸ر وفا ۱۳۴۷ ہش مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۶۸ء خاکسار کو بچی عطا فرمائی ہے جس کا نام روبی ممتاز رکھا گیا ہے بزرگان سلسلہ اور جملہ احباب جماعت سے عزیزہ نومولودہ کی درازیٔ عمر ہونے اور نیک صالحہ و خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے اسی طرح خاکسار کی اہلیہ زچگی کے معاً بعد چار پانچ روز تک مسلسل بیمار رہیں گو اب افاقہ ہے مگر نقاہت کمزوری بدستور ہے جس کی صحتیابی کے لئے بھی درد مندانہ دعاؤں کا محتاج ہوں۔ خاکسار ممتاز احمد ہاشمی درویش قادیان

۲۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب درویش کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یکم ظہور (اگست) کو دوسرا بچہ عطا فرمایا ہے۔ جملہ بزرگان اور احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور درازیٔ عمر سے نوازے۔ (ایڈیٹر)

مبلغین سلسلہ کا مولوی جموں و کشمیر میں تبلیغی و تربیتی دورہ

بقیہ صفحہ اوّل

بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ میں مکرم حکیم محمد دین صاحب نائب امیر کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم رحمت اللہ صاحب نے کی۔ نظم مکرم عبد الغنی صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی۔ سب سے پہلے خاکسار نے اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ الخ کی تشریح میں مالی قربانیوں کی اہمیت و ضرورت اور اخلاقِ حسنہ کی وضاحت پیش کی۔ بعدہٗ عزیز محمد اقبال نے کلام محمود سے نظم سنائی۔ برکاتِ خلافت کے موضوع پر مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فرخ نے ایک مقالہ پڑھا۔ پھر عزیز مبارک احمد سلمہ نے ایک نظم پڑھی۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک پُر اثر تربیتی تقریر کی۔ آخر میں مکرم عبد الغنی صاحب نے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک پرانی نظم "اہل پیغام سے خطاب" نہایت وجد آفریں انداز میں پڑھی یہ نظم کیا ہے؟ اہل پیغام کی آنکھیں کھولنے کے لئے آج ایک عظیم الشان آسمانی نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ صدارتی تقریر اور دعا پر اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

۲۳ وفا (جولائی) بوجہ بارش مسجد احمدیہ میں ہی بعد نماز ظہر و عصر اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم حکیم محمد دین صاحب نائب امیر نے فرمائی۔ تلاوتِ قرآن کریم عزیز عنایت اللہ صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے کی۔ نظم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے نہایت خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہٗ خاکسار نے "موعود اقوامِ عالم" کے موضوع پر تقریر کی۔ پھر مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فرخ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا۔ عزیز محمد اقبال نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے عشقِ رسول کے موضوع پر ایک پُر اثر تقریر کی۔ نظم مکرم میر عبد الغنی صاحب نے سنائی۔ صدارتی تقریر اور دعا پر اجلاس بخیر و خوبی برخاست ہوا فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

غیر مبایعین گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جناب عبد الکریم صاحب غیر مبائع اور ان کے بیٹے نے جو خود کو غیر مبایعین کے جنرل سیکرٹری لکھتے ہیں۔ نے غیر اسلامی حرکات کا ارتکاب کر کے وفد کے پروگرام کو درہم برہم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ چنانچہ دوسرے روز صبح مسجد احمدیہ میں نام نہاد جنرل سیکرٹری صاحب مع دوسرے دو غیر مبایعین کے استفادہ کرنے اور محقق کے روپ میں پہنچے۔ اور آغازِ کلام، نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا۔ تبادلۂ خیالات کو مختصر کرنے کے لئے ہماری طرف سے یہ شرط پیش کی گئی کہ اجرائے نبوت کو قرآن کریم تک ہی محدود رکھا جائے جسے غیر مبایعین نے منظور نہ کیا۔ اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بھی پیش ہونی چاہئیں۔ ہم لوگوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہمارا یہ تبادلۂ خیالات نتیجہ خیز اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ فریقین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "ایک غلطی کا ازالہ" مشترکہ خرچ پر کثیر تعداد میں شائع کر کے اس پر اپنے دستخطوں سے لکھ دیں کہ فریقین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی قسم کا نبی مانتے ہیں جس قسم کا نبی ہونے کی وضاحت حضور نے اس تصنیف میں فرما دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر مبایعین اور جماعتِ احمدیہ کے مابین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا جو اختلاف ہے اس کے لئے یہ تصنیف فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے۔ جبکہ غیر مبایعین نے اس سیدھی اور عام فہم تجویز کو بھی تسلیم نہ کیا۔ بعد میں چیلنج دے کر وفد کو الجھانے کی کوشش کی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان کئے کہ غیر مبایعین کے جنرل سیکرٹری کو طے شدہ شرائط مناظرہ چبانے اور نگل جانے کے لئے مجبور ہونا پڑا (تفصیل بدر کی گزشتہ اشاعت میں آچکی ہے) بہر حال امسال بھدرواہ کے غیر مبایعین کو غیر اسلامی حرکات کے نتیجہ میں جو عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑا ہے اگر ان کے دلوں میں ذرا بھی نیکی ہوگی تو وہ آئندہ جماعت احمدیہ کے وفود سے الجھنے کی کوشش نہ کریں گے۔

بھدرواہ کی جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت مخلص، پُر جوش اور فعّال جماعت ہے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی شیدائی جماعت ہے اولاد کی تربیت بھی بہت اچھی ہے۔ چنانچہ ۲۴ اور ۲۵ کو ڈوڈہ اور کشتواڑ میں نوجوانوں کی کوشش و قربانی کے نتیجہ میں نہایت کامیاب جلسے منعقد ہوئے حالانکہ وہاں ابھی تک مقامی لوگوں میں سے کوئی احمدی نہیں ہیں۔

کنی پورہ ۲۶ کی صبح کو بھدرواہ اور کشتواڑ سے روانہ ہو کر ہمارا وفد شام تک سرینگر پہنچ گیا۔ سرینگر میں مدرسہ احمدیہ کے چار متعلمین بھی وقف عارضی کے تحت قادیان سے پہنچ چکے تھے۔ ۲۷ کو چھ بجے شام کنی پورہ پہنچے۔ یہ بستی پوری کی پوری احمدی آبادی پر مشتمل ہے۔ گزشتہ سال سے بہت بڑھ چڑھ کر احبابِ جماعت نے وفد کا استقبال کیا کنی پورہ کے بیچوں بیچ ایک لمبی شاہراہ کو قطعات اور پردوں سے مزین کیا گیا تھا۔ نعرہ ہائے تکبیر اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد۔ حضرت امیر المومنین زندہ باد اور درود شریف کی گونج میں وفد بستی میں داخل ہوا۔ عیدگاہ میں چائے ناشتہ کے بعد مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کی گئیں بعدہٗ ایک مختصر اجلاس زیر صدارت مکرم امیر وفد منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم مکرم مبارک احمد صاحب پراونشل سیکرٹری نے کی۔ نظم عزیز سلطان احمد نے خوش الحانی سے پڑھی پہلی تقریر مکرم حکیم محمد الدین صاحب نے نظامِ سلسلہ اور اس کی اطاعت کی ضرورت و اہمیت پر کی۔ دوسری تقریر خاکسار نے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ الخ حدیث نبوی کی وضاحت میں کی۔ تیسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے تربیت کے موضوع پر کی۔ چوتھی تقریر مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فرخ نے کی۔ بعدہٗ صدارتی تقریر ہوئی۔ اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے بھی مختصر تقاریر کیں بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

شورت ۲۸ وفا کو شورت کی عیدگاہ میں برلب سڑک ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ مضافات میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے جلسہ کی تشہیر اچھی طرح کر دی گئی۔ لہٰذا غیر احمدی بھی اچھی خاصی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔

پونے ایک بجے جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مکرم امیر وفد شروع ہوئی تلاوتِ قرآن کریم عزیز نور الاسلام صاحب اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے کی۔ محترم امیر وفد نے قرآنی دعاؤں اور نعرہ ہائے تکبیر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، حضرت امیر المومنین زندہ باد کے درمیان لوائے احمدیت لہرایا۔ مکرم مبارک احمد صاحب نے نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہٗ یاڑی پورہ کے احمدی بچوں نے نہایت ایمان افروز انداز میں اجتماعی طور پر بعض نظمیں پڑھیں۔ حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ یہ درحقیقت محترم غلام احمد شاہ صاحب ابدالی کی کاوش کا نتیجہ ہے صدر جماعت شورت محترم خواجہ محمد عبد اللہ صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں بتایا کہ یہ مذہبی جلسہ ہے اور جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جس کی بنیاد اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

"میں تجھے برکت پر برکت دوں گا
یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈیں گے"

اللہ تعالےٰ نے اس الہام کے مطابق بادشاہوں کو جماعت میں داخل کرے گا پھر بھی احمدیت کی غرض خدا پرستی ہے سیاست نہیں۔

مکرم حکیم محمد دین صاحب نے سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ یقین ہی ایک ایسی قوت ہے جو مذہب کی جان ہے۔ چنانچہ اسلام کی صداقت اس پہلو سے بھی اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق جو یقین اسلام نے پیدا کیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔ غارِ ثور کا واقعہ، ایک دشمن کا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر تلوار سے حملہ کرنا اور پھر ناکام رہنے کا واقعہ اور پھر دورِ حاضر میں اسلام کی برکات کا ظہور آپ نے ان سب باتوں کو وضاحت سے بیان فرمایا۔

دوسری تقریر خاکسار نے دورِ حاضر کے متعلق پیشگوئیوں کے موضوع پر کی۔ پھر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے خصوصیاتِ اسلام کے موضوع پر اور عزیز غلام نبی صاحب نے کشمیری زبان میں صداقت حضرت مسیح موعود کے موضوع پر ایک پُر اثر تقریر کی۔ مکرم مولوی غلام احمد صاحب نے بھی کشمیری زبان میں تقریر کی۔ مکرم صدر صاحب نے آخر میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی وہ تحریر پیش کی جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ مرزا صاحب کی کتابیں دریا برد نہیں کرنی چاہئیں بلکہ جلا دینی چاہئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موصوف کی اپنی ساری لائبریری ان کی آنکھوں کے سامنے ۱۹۴۷ء میں امرتسر میں جلا کر راکھ کر دی گئی۔ آپ نے پُر اثر انداز میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔

بعدہٗ عزیز عبد الحلیم صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے اپنے اور اپنے خاندان کے دلچسپ حالات پیش کئے اور اڑیہ زبان میں صداقتِ احمدیت پر ایک نظم مع ترجمہ سنائی۔ پھر عزیز سلطان احمد نے اپنے خاندان کے حالات سنائے۔ عزیز بشیر احمد نے ملیالم زبان میں تقریر کی۔ مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ نے نظم سنائی۔ عزیزان غلام نبی ہِیڈر اور محمد ایوب صاحب متعلمین مدرسہ احمدیہ کا تعارف کرایا گیا۔ مکرم غلام نبی صاحب ناظر نے اپنی بیاض سے ایک تبلیغی نظم سنائی۔ جسے بہت پسند کیا گیا۔ محترم بابو غلام رسول صاحب نائب پراونشل امیر نے مختصر تقریر کی۔ دعا پر اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

کنی پورہ اور شورت کے جلسوں میں لاؤڈ سپیکر کا بہت اچھا انتظام تھا اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

بعد نماز مغرب و عشاء مکرم مولانا عبد الواحد صاحب فاضل کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں نظم اور تلاوت کے بعد پہلی تقریر خاکسار نے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ [illegible] کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم حکیم محمد دین صاحب نے تقویٰ اللہ کے موضوع پر کی۔ (باقی ص [illegible] کالم ۱-۲ پر)

اداریہ ـــــــ بقیہ صفحہ نمبر دو ۲

کہ مسلمانوں کے شیرازہ کو مجتمع کرنے کے لئے بھی ایک مرکزی شخصیت کی ضرورت ہے جسے امام ہی کے لقب سے ملقب کیا جانا چاہیئے۔ اس مبارک وجود کے ذریعہ مسلمانانِ عالم کا ایک نقطۂ مرکزی پر جمع کیا جانا اسلام کا اصل منشاء ہے۔ اور یہ مرکزی وجود کوئی معمولی شخصیت نہیں بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک تاکید فرمایا ہے کہ

مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (ابوداؤد)

یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کی شناخت نہ کی وہ جاہلیت کی موت مرا

اس ارشادِ نبوی میں جہاں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ ہر مسلمان کے لئے امام الزمان کی شناخت اور اس کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنا نہایت ضروری ہے وہاں بطور اشارۃ النص کے یہ بات بھی مستفاد ہوتی ہے کہ مسلمانوں پر حق تعالےٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہر زمانہ میں مسلمانوں کو اس نعمتِ عظمیٰ سے مشرف فرمایا ہے۔ اور کوئی زمانہ امام الزمان سے خالی نہیں چھوڑا ورنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نعوذ باللہ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ درحقیقت یہی تو وہ امتیازی نشان ہے جو بمقابلہ دیگر مذاہب کے خدا تعالےٰ نے اسلام کو عطا فرمائی، جو اس کے زندہ مذہب ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

روئے زمین کی منتفرق آبادیوں میں بسنے والے سبھی مسلمان صرف اور صرف اسی مقدس وجود کے ذریعہ اسلام کے کلمہ واحدہ پر جمع ہو سکتے ہیں۔ اور باوجود الگ الگ مملکتوں میں رہائش رکھنے اور اپنے اپنے ملک کے ضابطہ وقانون کے تابع فرمان ہونے کے امام الزمان کے ساتھ وابستگی کے نتیجہ میں سبھی جگہ کے مسلمان ایک ہی روحانی رشتہ میں بندھے ہوئے ہوں گے۔ اس لطیف تعلق کی بنا پر انہیں وہ غذا ملتی چلی جائے گی جو ان کی روحانیت کو زندہ و تازہ رکھنے کے لئے ضروری اور ان میں فعّال جماعت بنا دینے کے لئے لازمی ہے۔ اور عمل کے میدان میں کوئی مشکل بھی نہیں۔ کیونکہ احمدیہ جماعت اس کے لئے صاحبِ تجربہ ہے۔

بغیر کسی ابہام کے اس جگہ ہم اس بات کو واضح کر دینا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں کہ وہ بڑی بات جسے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی نگاہ نے مسلمانوں میں مفقود پایا، جس کے فقدان کے سبب دنیا کے مسلمان قسم قسم کی خوبیوں اور اوصاف رکھنے کے باوجود اس وقت تک کچھ بھی نہیں جب تک کہ انہیں اجتماعی حالت حاصل نہ ہو۔ اور حقیقت یہی ہے کہ مسلمانوں کو اجتماعی حالت امام الزمان کے ساتھ وابستگی کے بغیر حاصل ہو جانی ممکن نہیں۔ اور مسجد کے باہر بھی مسلمانوں میں مسجد کے اندر والا نظارہ اسی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے جب دنیا کے سارے مسلمان ایک ہی واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر مجتمع ہوں۔ اور حق تعالےٰ نے اس زمانے کو بھی امامِ وقت سے خالی نہیں چھوڑا۔ احمدیہ جماعت نے اس کی شناخت کر لی اور اس مبارک وجود کے ذریعہ اسلام کی ایسی خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی جن سے دوسرے مسلمان قطعی طور پر محروم ہیں۔ خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید ہر میدان میں اس برگزیدہ جماعت کو کامیاب و کامران بنا رہی ہے۔

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کی توجہ ابھی اس طرف مبذول نہیں ہوئی۔ مگر ان کی حالت وہی ہے جس طرح الجمعیۃ کی مذکورہ تمثیل میں بیان ہوئی۔ کہ جوں جوں متفرق اشغال میں لگے ہوئے لوگ اس مرکزی آواز کو دل میں جگہ دیں گے تو وہ امامِ وقت کی طرف رجوع کئے بغیر رہ نہیں سکتے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص بخیالِ خویش کسی دوسرے دینی کام کی سرانجام دہی میں لگ کر یہ سمجھ رہا ہے کہ گویا وہ بھی دین ہی کی کوئی خدمت بجا لا رہا ہے اور کہ اسے امام وقت کے ساتھ شامل ہونے کی ضرورت نہیں تو یہ شخص اسی طرح غلطی پر قرار دیا جائے گا جو نماز کے کھڑا ہو جانے کے بعد الگ تھلگ سنتوں کی ادائیگی میں مصروف ہو۔ ایسی حالت میں اسے حضرت شارع علیہ السلام کے الفاظ

لَا صَلٰوۃَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ (جب نماز کھڑی ہو جائے تو دوسری کوئی نماز نہیں ہوتی)

پر اچھی طرح غور کر لینا چاہیئے۔ جس طرح نماز کے کھڑا ہونے کے بعد دوسری کوئی نماز، نماز نہیں رہتی۔ یہی حالت اس شخص کی ہے جو امامِ وقت سے الگ تھلگ رہ کر دین کی کوئی خدمت کر لینا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کی یہ خدمت بھی کوئی دینی خدمت نہیں۔ کیونکہ بڑی خدمت امام وقت کے ساتھ وابستگی اور اجتماعی کاموں میں شمولیت ہے۔ اس لئے خوش قسمت ہے وہ شخص جو اس اہم نکتہ کو سمجھ لیتا اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے ـــــ!!

بقیہ رپورٹ تبلیغی دورہ جموں و کشمیر

صدارتی تقریر اور دعا کے بعد اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت مبلغین کے قیام کا مختلف مقامات کو مرکز بنا کر رہنے کا دوماہی پروگرام جو مرتب ہوا ہے اس کا آغاز ۳۰ خاکسار جولائی کو ہوا۔ مکرم حکیم محمد دین صاحب کا آسنور میں، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب کا شورت میں۔ مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب فرخ کا یاڑی پورہ میں اور خاکسار کا [illegible] پورہ میں تقرر ہوا۔ مکرم امیر وفد مولانا بشیر احمد صاحب کنی پورہ اور سرینگر میں اپنا مرکز رکھیں گے ۔۔۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے وفد کی تبلیغی کوششوں کو کامیاب فرمائے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت برائے سال ۴۹-۱۳۴۷ ہش / ۷۰-۱۹۶۸ء

قادیان

جنرل سیکرٹری مکرم چوہدری محمد بدر الدین صاحب عامل
سیکرٹری مال " قریشی فضل حق صاحب
" امور عامہ " چوہدری عبد السلام صاحب
" تبلیغ و تربیت " مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری
" تعلیم " مولوی محمد کریم الدین صاحب
" تحریکِ جدید " سید جعفر حسین صاحب
" وقفِ جدید " سید بدر الدین صاحب

آڈیٹر مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب
صدر مجلس موصیان مکرم چوہدری عبد الحی صاحب

یادگیر

امیر مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب
نائب امیر " سیٹھ محمد نعمت اللہ غوری صاحب

ناظر اعلےٰ قادیان

شاہجہانپور میں صوبائی کانفرنس

صوبہ اتر پردیش (یوپی) کی احمدی جماعتوں کیلئے ضروری اعلان

بتاریخ ۴-۵ نبوت ۱۳۴۷ ہش مطابق ۴-۵ نومبر ۱۹۶۸ء

احباب جماعت ہائے احمدیہ اتر پردیش (یوپی) کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ شاہجہانپور کی درخواست پر نظارت دعوۃ و تبلیغ نے اتر پردیش کی صوبائی کانفرنس ۴-۵ نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۴-۵ نومبر ۱۹۶۸ء شاہجہانپور میں منعقد کئے جانے کی منظوری دے دی ہے۔ صوبائی کانفرنس کے انعقاد کے لئے جماعت شاہجہانپور ابھی سے انتظام شروع کر رہی ہے مرکز کی طرف سے علمائے کرام کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ احباب جماعتہائے احمدیہ اتر پردیش سے درخواست ہے کہ وہ ان تاریخوں میں صوبائی کانفرنس میں شریک ہو کر اسے کامیاب بنائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نوٹ:- جماعتیں اس کانفرنس کے سلسلہ میں خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں:-
مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی۔ احمدی اینڈ کو۔ محلہ بہادر گنج۔ شاہجہانپور

Dr Mohammad Abid Sahib Qureshi
Ahmadi & Co Bahadar Ganj
Shahjahanpur (U.P.)

ادائیگی چندہ وقفِ جدید

حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ہماری وصولی کی رفتار بہت گر گئی ہے۔ یکم مئی سے لے کر اب تک وصولی کمی کی طرف جا رہی ہے۔ اور تدریجی بجٹ سے وصولی بہت ہی کم ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ چندہ وقفِ جدید کی وصولی کیلئے اپنی جد و جہد تیز کر دیں۔ جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان سے بھی درخواست ہے کہ وہ چندہ وقفِ جدید کے حسابات کا جائزہ لے کر اس کمی کو پورا فرما دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

ابھی تک بعض دیہاتی اور شہری جماعتیں ایسی ہیں جو سالِ رواں کے وعدہ جات کی فہرست دفتر ہذا میں ارسال نہیں کر سکیں۔ انہیں چاہیئے کہ اس کوتاہی کا ازالہ نقد ادائیگی کی صورت میں کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں اور عند اللہ ماجور ہوں

انچارج وقفِ جدید قادیان

حصہ آمد کی سہ ماہی پوزیشن

دفتر ہذا کی طرف سے موصی صاحبان کی خدمت میں مئی تا جولائی ۱۹۶۸ء وصول ہونے والے چندہ حصہ آمد کی پوزیشن بھجوائی جا رہی ہے۔ بقایا دار موصیوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بقایا کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرما دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اہم خبروں کا خلاصہ

گورداسپور ۱۹ اگست۔ آج گورداسپور میں موسلا دھار بارش کی وجہ سے ڈسٹرکٹ جیل کی دو بارکیں گر گئیں۔ قیدیوں کو رکھنے کے لئے فوجی حکام سے خیمے ادھار لئے گئے ہیں۔ بارش سے شہر اور دیہات میں بہت سے کچے مکانات کے گرنے کی خبریں ملی ہیں۔ چھ گھنٹے میں آٹھ انچ بارش سے بارش کا ایک نیا ریکارڈ قائم ہوا ہے۔ مادھوپور سے اطلاع ملی ہے کہ راوی میں سیلاب آیا ہوا ہے۔ راوی کے رُخ بدل لینے سے ٹھاکر پورہ اور نند پور کے دیہات کو بھاری خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جب کہ دریا کے کنارے واقع وزیر پور کی آبادی کو وہاں سے سرکاری انتظام کے تحت نکال لیا گیا ہے۔ امرتسر پٹھانکوٹ لائن پر پانی اوپر سے بہہ رہا ہے۔ امرتسر ایک ہفتہ سے روزانہ تھوڑی یا بہت بارش ہو رہی ہے جہاں کل ۱۸ اگست کو زبردست موسلا دھار بارش ہوتی رہی۔ وہاں آج صبح تین چار گھنٹے متواتر بوندا باندی ہوئی۔ اضلاع کانگڑہ، گورداسپور اور امرتسر میں بھاری بارشوں کی وجہ سے دریائے راوی میں طغیانی آگئی ہے مگر ابھی تک دیہات میں سے کسی نقصان کی خبر نہیں آئی۔

چنڈی گڑھ ۱۹ اگست۔ پنجاب سرکار نے اعلان کیا ہے کہ اگر صوبہ میں اناج کے نرخوں میں غیر معمولی ... مہنگائی کے آثار ہوئے تو سرکار اپنے محفوظ ذخیرہ میں سے اناج مہیا کرے گی۔ ایک پریس نوٹ میں پنجاب سرکار نے کہا ہے کہ برسات کی وجہ سے منڈیوں میں اناج کی آمد کم ہو گئی ہے۔ اور اس لئے اناج کا رُخ مہنگائی کی طرف ہو گیا ہے۔ سرکار صورتِ حال پر پوری نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ سرکار کے ذخیروں میں اتنا اناج ہے کہ وہ نئی فصل آنے تک پنجاب کے لوگوں کی ضروریات پوری کر سکتی ہے۔

نئی دہلی ۱۹ اگست۔ آج لوک سبھا میں نائب وزیر اعظم شری مرارجی ڈیسائی نے بتایا کہ ۶۴-۱۹۶۳ء اور ۶۷-۱۹۶۶ء کی درمیانی مدت میں دہلی کے انگریزی اخبار "پیٹریٹ" کو ۴۵۰۷۹۶۳ روپے دان میں سے۔ دان دینے والوں کے بارے تحقیقات ہو رہی ہے اور اس مرحلہ پر کوئی مزید تفاصیل دینا ممکن نہیں۔ اس وقت صرف یہ اطلاع دستیاب ہوئی ہے کہ ایک شخص دیونارائن مصرا نیپال نے "پیٹریٹ" کو ۵۰ ہزار روپے دیئے شری ڈیسائی نے کہا کہ ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۳ء کے درمیان ہفتہ وار اخبار "لنک" کو ۱۲۵۰۰ اور ۹۰ ہزار روپے دان ملے یہ رقوم بعد ازاں "پیٹریٹ" کو منتقل کر دی گئیں۔

لکھنؤ ۱۹ اگست۔ لکھنؤ میں مسلمانوں کے دو فرقوں شیعہ اور سُنی میں کشیدگی پیدا ہو جانے کی وجہ سے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ کل دونوں فرقوں میں تصادم کے بعد چھرا گھونپے جانے کی ایک واردات بھی ہوئی۔ پولیس احتیاطی پیشقدمی کے طور پر ۱۲ اگست سے لے کر اب تک ۲۰۰ سے زائد غنڈوں اور بدمعاشوں کو گرفتار کر چکی ہے۔

حیدر آباد ۱۹ اگست۔ سرودے لیڈر شری جے پرکاش نرائن نے کہا ہے کہ یہ بے حد افسوسناک بات ہے۔ کہ صدر ایوب نے تیسری مرتبہ بھی بھارت کی جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی پیشکش رد کر دی ہے۔ آپ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی لیڈروں نے حالات سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ آپ نے مزید کہا کہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ پاکستانی لیڈر ہمیشہ بھارت کو ایک جابر اور جنگباز ملک ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جب کبھی بھارت نے پاکستان کے یہ خدشات دور کرنے کی کوشش کی تو پاکستان نے اسے ہمیشہ یہ کہہ کر نامنظور کر دیا ہے کہ جب تک کشمیر کا جھگڑا حل نہ ہوگا پاکستان بھارت کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا وعدہ نہیں کر سکتا۔ لیکن پاکستانی لیڈر اُلٹا بہانہ یہ بناتے رہتے ہیں کہ بھارت پاکستان پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔

نئی دہلی ۱۷ اگست۔ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے آج کہا کہ انہوں نے پاکستان کو نا جنگ معاہدہ کی جو پیشکش کی ہے۔ وہ ایک مثبت اقدام ہے۔ کیونکہ جنگ سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا وہ گجرات کے سیلاب زدہ علاقوں کے دورہ کے بعد دہلی پہنچنے پر نامہ نگاروں کے سوالوں کا جواب دے رہی تھیں۔

لکھنؤ ۱۷ اگست۔ یو۔پی کے صدر مقام کو جو اطلاعات ملی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یو۔پی میں بھاری بارش اور سیلاب سے مرنے والوں کی تعداد ۲۲ ہو چکی ہے اس وقت بارہ بنکی بہرائچ اور بلیا میں گھاگھرا میں سیلاب بڑھ رہا ہے۔

چنڈی گڑھ ۱۷ اگست۔ آج یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ...

ہفتہ وصولی چندہ تحریک جدید

۲ تا ۸ اخاء (اکتوبر) ۱۹۶۲ء

دفتر ہذا کی طرف سے جملہ جماعتوں کو چندہ تحریک جدید کی نومائی وصولی کی پوزیشن سے اطلاع دی جا چکی ہے۔ چونکہ وصولی چندہ تحریک جدید کی رفتار تسلی بخش نہیں اس لئے اس کے لئے خاص جدوجہد کی ضرورت ہے۔ لہٰذا مناسب سمجھا گیا ہے کہ ۲ تا ۸ اخاء ۱۳۴۱ ہش (۲ تا ۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء) ہفتہ وصولی چندہ تحریک جدید منایا جائے اور اس عرصہ میں وصولی چندہ کی خاص طور پر کوشش کی جائے۔ اور مقامی حالات کے مطابق کسی دن جلسہ کر کے احباب کو تحریک جدید کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے۔ اور ادائیگی چندہ کی تاکید کی جائے۔ ایسے جلسوں کے بارہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصولی طور پر جو ہدایات دی ہیں وہ درج ذیل ہیں ان کے مطابق عمل کیا جائے۔

"(ا) یہ جلسے اس لئے کئے جاتے ہیں کہ جن لوگوں نے سستی اور غفلت کی وجہ سے وعدے ادا نہ کئے ہوں انہیں کہا جائے کہ اگر تم اب وعدہ ادا نہیں کرو گے تو کب کرو گے اگر تم نے ابھی تک وعدہ نہیں کیا یا اس کی ادائیگی میں سستی کی ہے تو اس جماعت کو کیا خواہ تم فاقہ کرو تکلیف برداشت کرو اس وعدہ کو پورا کرو۔

(ب) چاہیئے کہ جماعت کے دوستوں کو بلا کر ان سے پوچھا جائے کہ وعدے کب ادا کریں گے۔ دس دن کے بعد یا پندرہ دن کے بعد ادا کریں گے۔ اگر وہ کہیں کہ ہمیں تکلیف ہے تو انہیں کہا جائے کہ تم نے یہ مشکل خود اپنے لئے پیدا کی ہے۔ اگر پہلے سے اس طرف توجہ کرتے تو یہ مشکل پیدا نہ ہوتی۔

(ج) چاہیئے کہ گروپ بنائے جائیں اور خدام کو اس کام پر لگا کر لسٹیں بنائی جائیں اور کہا جائے کہ تمہارا اس سال کا اتنا وعدہ ہے۔ تم نے سستی سے کام لیا ہے اب اسے ادا کرو۔"

ان ہدایات کے علاوہ مقامی حالات کے مطابق جو تجاویز قابلِ عمل ہوں ان کو بھی بروئے کار لایا جائے اور اس طرح اس عرصہ میں کوشش کی جائے کہ بجٹ کا معقول حصہ وصول ہو جائے اور وصول شدہ رقوم پوری تفصیل کے ساتھ مرکز میں بھجوا دی جائیں بعض جماعتوں کی طرف سے مرسلہ رقوم کی تفصیل نہیں آتی جس کی وجہ سے خط و کتابت میں بہت سا وقت صرف ہونے کے علاوہ ڈاک خرچ بھی ہوتا ہے۔

مجھے کامل امید ہے کہ جملہ مبلغین کرام اور صدر صاحبان۔ سیکرٹری صاحبان مال و تحریک جدید و لجنات اماء اللہ و مجالس انصار اللہ خدام الاحمدیہ پوری توجہ سے ہفتہ وصولی چندہ تحریک جدید منائیں گے اور اپنی کارگزاری کی رپورٹ سے دفتر ہذا کو مطلع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان

... کیمتھل میں حالیہ بارش اور بے مثال سیلاب سے پانچ کروڑ روپے کا اناج اور فصل تباہ ہو گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ مسٹر بنسی لال نے آج کوائن شیئر ... سیلاب زدہ لوگوں کو فوری امداد دی جائے گی۔ مزید پتہ چلا ہے کہ کرنال کیتھل روڈ اور دوسری سڑکیں جن پر کئی فٹ پانی بھرا ہوا ہے بالکل بند ہیں۔

ہفتہ تبلیغ

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت ہذا کے فیصلہ کے مطابق مورخہ ۹ راخاء ۱۳۴۷ ہش بمطابق ۹ راکتوبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار سے ہفتہ تبلیغ پورے اہتمام سے منائیں۔ لہذا امراء صدر صاحبان۔ سیکرٹریان تبلیغ اور مبلغین و معلمین کرام کو چاہیئے کہ ہفتہ تبلیغ منانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ ہفتہ تبلیغ منانے کے لئے باقاعدہ احباب کے وفد بنائیں۔ اور ہر وفد کا ایک امیر مقرر کریں اور حلقہ جات منتخب کر کے وفود کو تبلیغ کے لئے روانہ کریں۔ ہفتہ ختم ہوتے ہی جماعتوں کی طرف سے بجائی طور پر رپورٹ دفتر نظارت میں بھجوائیں۔

جو احمدی دوست ایسی جگہوں میں رہائش پذیر ہیں۔ کہ وہاں کوئی جماعت قائم نہیں ایسے دوست انفرادی طور پر ہفتہ تبلیغ منائیں۔ وہ بھی دفتر میں رپورٹ فرد بھجوائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ میسور سٹیٹ و آندھرا پردیش!

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ میسور سٹیٹ و آندھرا پردیش کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۲۶-۸-۶۷ تا ۱۱-۹-۶۷ دورہ کر رہے ہیں جس میں وہ پڑتال حسابات۔ وصولی چندہ جات کے علاوہ ۱۳۴۶-۱۳۴۷ ہش مئی ۱۹۶۹ء کے بجٹ لازمی چندہ جات کی تشخیص کا کام بھی سرانجام دیں گے۔ جملہ صدر صاحبان و سیکرٹریان مال و عہدیداران اور احباب جماعت سے امید ہے۔ کہ وہ مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کماحقہٗ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہونگے

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	ایام قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	حیدر آباد	۲۶-۸-۶۷	۳	۲۹-۸-۶۷	
۲	سکندر آباد	۲۹-۸-۶۷	۱	۳۰-۸-۶۷	
۳	ظہیر آباد	۳۰-۸-۶۷	۱	۳۱-۸-۶۷	
۴	محبوب نگر	۱-۹-۶۷	۱	۲-۹-۶۷	
۵	چنتہ کنٹہ	۲-۹-۶۷	۱	۳-۹-۶۷	
۶	وڈمان	۳-۹-۶۷	۱	۴-۹-۶۷	
۷	کرنول	۴-۹-۶۷	۱	۵-۹-۶۷	
۸	یادگیر	۵-۹-۶۷	۳	۸-۹-۶۷	
۹	تیماپور	۸-۹-۶۷	۱	۹-۹-۶۷	
۱۰	دیودرگ	۹-۹-۶۷	۱	۱۰-۹-۶۷	
۱۱	اڈنور	۱۰-۹-۶۷	۱	۱۱-۹-۶۷	
۱۲	یادگیر	۱۱-۹-۶۷	-	-	روانگی برائے مدراس

دورہ قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید

جماعتہائے احمدیہ آندھرا میسور۔ کیرالہ۔ مدراس و بہار اڑیسہ

مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید مذکورہ بالا جماعتوں میں حصول چندہ تحریک جدید اور دیگر وعدہ جات کی وصولی کے لئے مورخہ ۲ ظہور ۱۳۴۷ ہش مطابق ۲۰ اگست ۱۹۶۸ء کو دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان سیکرٹریان مال اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعاون پیش فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ہر جماعت میں بذریعہ خط وہ اپنی آمد سے مطلع کرتے رہیں گے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اصحاب احمدؑ۔ تیرھویں جلد

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۵ء کے جلسہ سالانہ پر اصحاب احمدؑ کی خریداری کی پُرزور تلقین فرمائی تھی۔ اور قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک جلد کے ملنے پر اسے ختم کر کے سوئے تھے۔ اور آپ نے ایک مشاورت میں خریداری کی مؤثر تحریک فرمائی تھی۔

نئی (تیرھویں) جلد میں ضلع گورداسپور کے صحابہ کی ایک کثیر تعداد کے حالات شائع ہوئے ہیں جن میں متعدد ابتدائی صحابہ کے ہیں ایک ان خادم کے ہیں جنہوں نے قریباً اٹھائیس سال حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت کی اور حضور نے فرمایا کہ یہ جنت میں میرے ساتھ ہونگے۔ رعایتی قیمت تا آخر ستمبر مع خرچ ڈاک آٹھ روپے ملنے کا پتہ: مینجر دفتر اصحاب احمد۔ دارالمسیح۔ قادیان

درخواست دعا

میرے بڑے لڑکے عزیزم مظفر احمد نے امسال پری آرٹس کا امتحان دیا ہے اور چھوٹا لڑکا عزیزم مبارک احمد جونڈل کا امتحان دینے والا ہے مگر بینائی میں کمی آگئی ہے اسی طرح خاکسار نے تاتارپور ضلع بھاگلپور میں "پبلک ہومیو ہال" کے نام سے ۱۵ نومبر کو اپنی دکان کھول رہا ہے بزرگان سلسلہ اور جملہ احباب جماعت سے عزیزان کی نمایاں کامیابی۔ چھوٹی لڑکی کی کامل شفایابی اور اپنے کاروبار میں برکت کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست کرتا ہوں

خاکسار سید منظور الحق جمالپور (بہار)